ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

6 شعبان 1435 ــــــ جون 2014

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم
اور قادیانی تحریفات وتلبیسات

- احرار، تحفظِ ختمِ نبوّت اور آپ کا تعاون
- میڈیا یا اداکاری
- قادیانیوں کو مسلمان قرار دلانے کے لیے امریکہ کھل کر میدان میں آگیا
- ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ وبنات اربعہ رضی اللہ عنہن در خطبہ جمعہ
- شجرۂ طیبہ قرابت محبوبانِ محبوبِ الٰہی علیہ السّلام
- صدر احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

- ★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
- ★ حفظ و ناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے مشکوٰۃ شریف تک داخلے
- ★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
- ★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
- ★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053

یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر: ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بنیاد: قائد الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 25 شمارہ 6 شعبان 1435ھ — جون 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	احرار، تحفظِ ختمِ نبوت اور آپ کا تعاون	مدیر	2
شذرات:	میڈیا یا اداکاری	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	سیرتِ معاویہ کے پروگراموں کی پذیرائی		
	قادیانیوں کا قبولِ اسلام .... تیزی سے اضافہ		
افکار:	قادیانیوں کو مسلمان قرار دلانے کے لیے	سیف اللہ خالد	6
	امریکہ کھل کر میدان میں آ گیا		
//	قادیانیوں کو مسلمان قرار دلانے کے لیے برطانیہ میں آن لائن مہم ناکام	احمد نجیب زادے	8
//	دارِ بنی ہاشم ملتان تک	محمد فاروق قریشی	10
//	علم کی خوشبو بانٹنے والے	محمد احمد حافظ	13
دین و دانش:	ذکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ و بناتِ اربعہ رضی اللہ عنہن در خطبہ جمعہ	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	17
//	شجرۂ طیبہ قرابت محبوبانِ محبوبِ الٰہی علیہ السلام	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	20
//	اسلام اور عورت	مولانا عبداللطیف مسعود رحمہ اللہ	25
	موجودہ بدنظمی اور اصلاحِ معاشرہ کا ایک بہترین حل		
ادبیات:	مسلمان کی دعا	حافظ محمد زبیر خلجی	28
//	نعت خاتم النبیین ﷺ	محمد سلمان قریشی	29
//	نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	یوسف طاہر قریشی	30
//	منقبت خلیفۂ راشد، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما	پروفیسر خالد شبیر احمد	31
//	امیر المومنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	32
شخصیت:	صدرِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ	شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	33
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۳۶)	پروفیسر خالد شبیر احمد	36
انٹرویو:	جواں عزم، جواں ہمت محمد عامر بٹ سے گفتگو	پینل: حکیم محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر	43
مطالعہ	ختمِ نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم	حافظ عبید اللہ	46
قادیانیت:	اور قادیانی تحریفات و تلبیسات (قسط:۲)		
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	مفتی نجم الحق	55
اخبار الاحرار:	مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	56
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت پیر جی ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmall.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— 200/- روپے

بیرونِ ملک ——— 4000/ روپے

فی شمارہ ——— 20/- روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

مدیر

احرار، تحفظِ ختمِ نبوّت اور آپ کا تعاون

تحریکِ آزادیٔ ہند میں جن انقلابی جماعتوں نے اپنے مذہب، قوم اور وطن کی آزادی کے لیے انگریز سامراج کا مقابلہ کیا اور اپنی لازوال جدوجہد میں بے مثال قربانیوں اور ایمان وعزیمت کی داستانیں مرتب کیں اُن میں مجلس احرارِ اسلام کا نام سرفہرست ہے۔ جس کے صبر وثبات، جرأت وحوصلہ مندی اور بے باکی وراست بازی کی داستانیں تاریخ کے صفحات میں مرقوم ہیں۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہونے والے جہادِ آزادی سے لے کر ۱۹۲۱ء کی تحریک خلافت تک انگریز سامراج کے خلاف لڑنے والے علماءِ حق نے عظیم الشان قربانیاں دیں۔ ہزاروں علماء کو سرعام پھانسیاں دی گئیں اور اُنھیں توپوں کے دہانوں پر رکھ کر اُن کے چیتھڑے اُڑا دیے گئے۔ ان گنت علماء اور کارکنوں کو عمر قید کی سزا کے طور پر کالا پانی بھیج دیا گیا۔ ۱۹۲۱ء کی تحریک خلاف اپنے منطقی اختتام کو پہنچی تو خلافت کے چند مخلص رہنماؤں نے زندگی کی نئی راہ نکالی۔ چنانچہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں ''مجلس احرارِ اسلام'' کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا مظہر علی اظہر جیسے سربکف مجاہدین مجلس احرار اسلام کے بانی رہنما تھے۔ انگریزی اقتدار کا خاتمہ اور کامل آزادی، مسلمانوں کے مذہبی وسیاسی حقوق کا تحفظ اور تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوّت احرار کے نصب العین کے بنیادی نکات وعنوانات تھے۔ احرار، اپنے نصب العین کے حصول کے لیے میدان میں اترے تو قید وبند کی صعوبتیں استقبال کے لیے سامنے کھڑی تھیں۔ احرار نے اُنھیں سینے سے لگایا اور منزل کی طرف گامزن رہے۔ قادیانی، ہندوستان میں انگریزی استعمار کے سب سے بڑے ایجنٹ تھے۔ احرار نے ابتداہی میں آڑے ہاتھوں لے کر ان کا تعاقب کیا اور چلتے چلتے ان کی جنم بھومی قادیان تک پہنچ گئے۔ اکابر احرار نے بیک وقت دینی، سیاسی اور سماجی شعبوں میں مسلمانوں کے لیے بے پناہ خدمات انجام دیں اور بے مثال قربانیاں دیں۔

جولائی ۱۹۳۴ء میں شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوّت قائم کیا اور اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی۔ قادیان کے احرار ختمِ نبوّت مرکز میں مولانا عنایت اللہ چشتی، مولانا محمد حیات، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا لال حسین اختر رحمہم اللہ اور دیگر حضرات نے وہاں مستقل خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانی سرگرمیوں کا رخ پاکستان کی طرف ہوا تو احرار پھر میدان میں آ گئے۔ قادیانی، پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنا چاہتے تھے۔ احرار نے

تمام مسلمانوں کو آل پارٹیز تحفظ ختمِ نبوّت کنونشن لاہور میں اکٹھا کیا اور تحریکِ مقدس تحفظ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کا آغاز ہوگیا۔ یہ ایک تاریخی حادثہ ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان ایک قادیانی تھا۔ جس نے بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانی تبلیغی دفاتر میں تبدیل کر دیا تھا۔ تحریکِ مقدس تحفظِ ختمِ نبوّت کو عدم تشدد کے منافق علم برداروں نے بے پناہ تشدد سے کچل دیا۔ دس ہزار مسلمانوں کو گولیاں مار کر شہید کیا گیا لیکن ختمِ نبوّت زندہ باد کی آواز اور زیادہ بلند ہوگئی۔ سر ظفر اللہ کو وزارتِ خارجہ سے الگ ہونا پڑا اور عوام میں قادیانی نفرت کی علامت بنا دیے گئے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر ایک آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ شہداء ختمِ نبوّت کا خونِ بے گناہی رنگ لایا اور غدارانِ ختمِ نبوّت شکست و ذلت سے دوچار ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا مگر تا حال صحیح معنوں میں اس قانون پر عمل نہیں ہو رہا۔ ظاہر ہے اس کی ذمہ داری حکمرانوں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ تحفظِ ختمِ نبوّت اور احرار لازم و ملزوم ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: ''مجلس احرار کی بقا ایک شرعی امر ہے۔'' ابناء امیر شریعت خصوصاً حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کا احسان ہے کہ انھوں نے بقاءِ احرار کے لیے زبردست محنت کی۔ انھی کی اخلاص بھری محنت کا نتیجہ ہے کہ فتنۂ قادیانیت کے محاذ پر عصری ضرورتوں اور تقاضوں سے لیس ہو کر احرار کارکن دادِ شجاعت دے رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر کی اشاعت اور اس کی تقسیم، مختلف مراکز میں ختمِ نبوّت کورسز کا اہتمام، ختمِ نبوّت خط کتابت کورس، احرار ختمِ نبوّت کانفرنسوں کا تسلسل، قادیانیوں کی ملکی اور بین الاقوامی سازشوں پر نظر، سوشل میڈیا پر قادیانیوں کا تعاقب، احرار ویب سائٹ کا قیام، چناب نگر، ملتان، لاہور اور چیچہ وطنی میں جماعت کے تحت دینی مدارس و مراکز کا قیام اور فعال کردار، خصوصاً میڈیا کے محاذ پر تحریکِ طلباء اسلام کے نوجوان کارکنوں کی شاندار خدمات ہماری نمایاں کامیابیاں ہیں۔ ظاہر ہے اتنا بڑا کام آپ کے تعاون کے بغیر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ شعبان المعظم شروع ہو چکا ہے اور رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ ان دو مہینوں میں احرار کارکن مزید عملی بے داری کا مظاہرہ کریں اور جماعت کے بیت المال کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے رابطہ عوام مہم تیز کریں۔

چناب نگر، ملتان اور چیچہ وطنی کے زیر تعمیر مراکز کی تکمیل، مدارس کے طلباء کی تعلیم و تربیت اور لٹریچر کی اشاعت کے لیے عطیات، زکوٰۃ و صدقات، عشر اور ختمِ نبوّت فنڈ کی مدات میں تعاون حاصل کرنے کے لیے عوام میں زیادہ سے زیادہ محنت کریں۔

ابنِ امیر شریعت، قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی قیادت میں آپ کی محنت اور تعاون سے ہم ان شاء اللہ اپنے اہداف حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

عبداللطیف خالد چیمہ

میڈیا یا اداکاری

آزادیٔ صحافت کی پوری ایک تاریخ ہے لیکن صحافت کے نام پر جو کچھ لکھا اور کہا جا رہا ہے یا جو کچھ نشر ہو رہا ہے اور دکھایا جا رہا ہے وہ قطعاً صحافت نہیں اداکاری ہے۔ پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں الیکٹرونک میڈیا نے ترقی و آزادی کے نام پر جو اُدھم مچایا الامان الاحفیظ! حامد میر پر حملہ، دفاعی اداروں پر ''جنگ'' اور ''جیو'' کی شعوری صحافتی یلغار اور پھر ''جنگ'' اور ''جیو'' کے خلاف ایک لامتناہی مہم، ''جیو'' پر صحابہ کرام اور اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی توہین اور اس پر ملک بھر میں رَدِّعمل ایک فطری بات ہے۔ توہین صحابہ و اہل بیت پر مزید قانون سازی اور اس پر مؤثر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔ مجموعی طور پر صرف ''جیو'' نہیں تمام چینلز اور اخبارات و جرائد کو ''زِپ'' لگانے کی فوری ضرورت ہے۔ لیکن لگائے گا کون جو خود میڈیا کو کھلونے کی طرح اپنے حق میں استعمال کرنے کے عادی مجرم ہیں۔ میڈیا جو کچھ دکھا رہا ہے کیا میڈیا مالکان پسند کریں گے کہ ان کی ماں، بہن اور بیٹی اِسی اشتہار کا حصہ بنے؟ جس نے عورت کو مارکیٹ کی جنس بنا کے رکھ دیا ہے۔ ''پیمرا'' اور ''حکومت'' کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے اور ایک ایسے ضابطۂ اخلاق کی طرف آنا چاہیے جس کے مطابق اخلاق باختگی ختم ہو، فحاشی وعریانی اور دین بیزاری کے پروگرام مستقل بند ہوں اور پرنٹ و الیکٹرونک میڈیا نظریۂ اسلام اور نظریۂ پاکستان سے مکمل ہم آہنگی پیدا کرے نیز بیرونی رقوم اور بیرونی ایجنڈے کا مکمل تدارک کیا جائے۔

سیرتِ معاویہ کے پروگراموں کی پذیرائی

خلیفۂ راشد ششم امام عادل و برحق سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جماعتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مظلوم ترین شخصیت ہیں کیا اپنے کیا پرائے کسی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ 1962ء میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر عطاء المنعم بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرات صحابہ کرام وصحابیات کے اسماء مبارکہ کو عام کرنے کی مہم شروع فرمائی اور مظلوم ترین صحابی سیدنا معاویہ کے نام کی اِتنی ترغیب دی کہ آج ملک بھر میں نہیں دنیا بھر میں ''معاویہ، معاویہ'' ہو رہی ہے۔

کس کس جگہ سے ان کو نکالو گے ظالمو		اندر معاویہ ہیں تو باہر معاویہ

اِس مرتبہ 22/رجب المرجب کو ''یومِ معاویہ'' مجلس احرارِ اسلام، اہلسنت والجماعت، جمعیت علماء اسلام، مجلس خُدامِ صحابہ اور تحریک طلباء اسلام نے اِس طرح منایا کہ قبل ازیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کراچی اسلام آباد اور کئی دیگر مقامات پر اہل سنت والجماعت کی ''یوم معاویہ'' پر ریلیوں نے چار چاند لگا دیے اور مدح صحابہ کے پرسوز ترانے گائے گئے۔

دینی مدارس اور مساجد میں 22/رجب المرجب اور اس کے آگے پیچھے مسلسل کئی دِن تذکرہ معاویہ ہُوا۔'' روزنامہ اوصاف'' اور روزنامہ ''اسلام'' نے مثالی خصوصی ایڈیشن اور روزنامہ ''نوائے وقت'' اور روزنامہ '' پاکستان نے مضامین شائع کیے۔ یہ بیداری بُہت خوش آئند ہے کہ سیدنا معاویہ کے اُجلے کردار اور دورِ خلافت کا تذکرہ عام ہُوا ہے۔ اُمید ہے کہ ناقدینِ معاویہ بھی اپنے طرزِ عمل اور فکر ونظر پر نظرِ ثانی فرمالیں گے اور ضِد اور ہٹ دھرمی کا رویہ ترک کر کے اِس گستاخی کے وبال سے بچیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحابہ کی سچی محبت عطا فرماویں (امین)

قادیانیوں کا قبول اسلام..........تیزی سے اضافہ

کچھ عرصہ قبل مسلمان ہونے والے سرگرم قادیانی شمس الدین (مرزا مسرور احمد کے رضاعی بھتیجے) نے آج (23/مئی) کو فون پر خوشخبری دی کہ اللہ کے فضل وکرم سے گزشتہ رات ان کی کوششوں سے لاہور میں 3 قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرلیا۔ جناب شمس الدین نے مزید بتایا ہے کہ گزشتہ دنوں سرگودھا میں مبارک احمد نامی ایک قادیانی مسلمان ہوئے جبکہ کراچی میں مقیم مرزا مسرور احمد کے قریبی دوست ناصر محمود (سابق مقیم دبئی) قادیانیت کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ جناب شمس الدین، محمد آصف، مربی نذیر انجم اور چند دوسرے قادیانی جب سے حلقۂ بگوشِ اسلام ہوئے ہیں مسلسل قادیانیوں پر محنت کر رہے ہیں اور ہمارے مشاہدے وتجربے کے مطابق وہ قادیانیوں کو تبلیغ کا انداز ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ الحمدللہ دنیا بھر میں اِس حوالے سے بیداری بڑھ رہی ہے اور قادیانیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف وتعلیمات دکھا کر جس ہنر سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اس کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ ماضی قریب میں شیخ راحیل احمد مرحوم اور جناب سید منیر احمد شاہ بخاری (جرمنی) نے قادیانیوں کو ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ تبلیغ کے اِس انداز کو پروان چڑھایا۔ اِس حوالے سے شیخ راحیل احمد مرحوم کے مضامین /انٹرویوز اور قادیانیوں کے ساتھ گفتگو پر مبنی کتاب ''مضامین راحیل'' پڑھنے اور آگے پھیلانے کے قابل ہے۔ قبل ازیں حافظ مقصود احمد کشمیری اور حافظ محمد ابرار کی رپورٹ کے مطابق تحریک ختمِ نبوت آزاد کشمیر کی کوششوں سے کوٹلی سے تقریباً 25/کلومیٹر مشرقی جانب کے نواحی سرحدی علاقہ گوئی (سیسی محلّہ بقال) سے تعلق رکھنے والے 10 خوش نصیب خاندانوں کے مجموعی طور پر 78 افراد قادیانیت ترک کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ ان میں محمد الیاس ولد عیسیٰ خان قادیانی جماعت کے شعبۂ وقف جدید کے سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔ اِسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا کی روزنامہ ''اسلام'' (23/مئی) میں طبع شدہ رپورٹ کے مطابق گولارچی سندھ میں 6 قادیانیوں، کنری اور حیدرآباد میں 8 قادیانیوں جبکہ فیصل آباد کے قریب گاؤں میں 6 قادیانیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ایسی خبروں میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ جو تحفظ ختم نبوت کے محاذ کے رہنماؤں اور کارکنوں کے لیے یقیناً خوش آئند ہے اور قادیانی جماعت کے زوال کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مل جل کر فتنۂ اِرتدادِ مرزائیہ کے مکمل استیصال کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین

سیف اللہ خالد

قادیانیوں کومسلمان قرار دلانے کے لیے امریکہ کھل کر میدان میں آ گیا

قادیانیوں کومسلمان قرار دلانے کے اور قانون توہین رسالت کے خاتمے کے لیے امریکی حکومت کھل کر میدان میں آ گئی ہے۔ امریکی صدر اوباما کے نمائندہ خصوصی برائے او آئی سی، بھارتی نژاد ارشاد حسین اور او آئی سی کے لیے امریکہ کے نائب سفیر ارسلان سلیمان کو ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ اس حوالے سے حکومتی ذمہ داران سے ملاقاتیں کر کے ان پر دباؤ ڈالیں۔ گزشتہ ہفتے اس چار رکنی امریکی وفد کی ملاقاتیں اسی حوالے سے تھیں۔ تاہم اسے اب تک کوئی خاطر خواہ نتائج نہیں مل سکے ہیں۔ گو کہ یہ امریکی وفد واپس چلا گیا ہے، تاہم امریکی سفارتخانہ متحرک رہے گا اور اس کی نگرانی میں قادیانی لابی اپنی مذموم سرگرمیاں جاری رکھے گی۔

دستیاب اطلاعات کے مطابق امریکہ کا خیال ہے کہ اگر دباؤ ڈال کر قادیانیوں کو پاکستان میں مسلمان قرار دلایا جائے تو قادیانی اپنے عقائد کے سبب پوری مسلم دنیا میں امریکہ کے لیے قابل قبول کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی حکومت نے ماضی میں خفیہ حکمت عملی کو ختم کر کے کھلم کھلا قادیانیوں کی مدد کا فیصلہ کر لیا ہے۔

”اُمّت“ کو ایک اہم سرکاری ذریعے نے بتایا ہے کہ قادیانیوں اور امریکہ کا گٹھ جوڑ پہلی بار ۱۹۷۱ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے دورۂ امریکہ کے دوران سامنے آیا تھا، جب انھوں نے وہاں سے سفارتی ذرائع سے پیغام بھجوایا کہ قادیانی بھارت کی مدد کر رہے ہیں، ان پر نظر رکھی جائے۔ اس گٹھ جوڑ کا دوسرا انکشاف خود ذوالفقار علی بھٹو نے جیل میں کیا تھا۔ انھوں نے اپنی سیکورٹی پار مامور کرنل رفیع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی مقام چاہتے ہیں، جو امریکہ میں یہودیوں کا ہے۔ اس ذریعے کا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی کھلی حمایت کا فیصلہ بھی امریکن جیوئش کانگریس نے کیا ہے اور اس فیصلے کے تحت امریکی اور برطانوی حکومتیں متحرک ہو چکی ہیں۔

باخبر ذریعے کا دعویٰ ہے کہ پنجاب کے وزیر تعلیم کے ایک قادیانی مہمان کی صوبائی وزرا کے دفاتر میں بلا روک ٹوک مداخلت اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ تاہم گزشتہ ہفتے اوباما کے نمائندہ خصوصی برائے او آئی سی ارشاد حسین اور ان کے نائب ارسلان سلیمان سمیت چار رکنی وفد کا دورۂ پاکستان خاصا اہم رہا کہ اس میں وفد نے مولانا سمیع الحق، وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف اور وزیر مملکت پیر امین الحسنات سے ملاقاتیں کیں۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ارشاد حسین جن کا تعلق بھارتی نژاد خاندان سے ہے، خود بھی قادیانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، مگر آزاد ذرائع سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔

ارشاد حسین نے مولانا سمیع الحق سے ۲۹/اپریل کو ملاقات کی۔ اوباما کے نمائندہ خصوصی برائے او آئی سی کے ساتھ نائب سفیر امریکہ برائے او آئی سی ارسلان سلیمان، ڈاکٹر سید محمد سعید، ایک امریکی قادیانی مسٹر احمد کے علاوہ امریکی سفارتخانے کی فرسٹ پولیٹیکل سیکریٹری سارہ لورین بھی شامل تھیں۔

وفد نے قادیانیوں کی آئینی پوزیشن، توہین رسالت قانون، حدود قوانین کے علاوہ کشمیر اور افغانستان کے ایشوز

پر بات کی اور یہ ملاقات دو گھنٹے تک جاری رہی۔ جس کے بعد مولانا سمیع الحق نے یہ بیان جاری کیا کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ ذرائع کے مطابق امریکی وفد مولانا کے پاس سے خوش نہیں گیا۔ دریں اثنا اگلے روز اس وفد نے مقامی قیادت کے ہمراہ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں وزارت مذہبی امور کے وزیر مملکت پیر امین الحسنات بھی موجود تھے۔ اطلاعات کے مطابق دونوں وزرا نے امریکی وفد کو کھری کھری سنائیں۔ ’’اُمّت‘‘ کے بار بار رابطہ کرنے پر ان دونوں وزرا سے تو رابطہ ممکن نہیں ہوسکا تاہم وزارت مذہبی امور کے ذرائع کے مطابق اوباما کے نمائندہ خصوصی نے بلاجھجک ٹو دی پوائنٹ بات کی اور وفاقی وزیر سے کہا کہ قادیانیوں کو ارتدادی سرگرمیوں کی کھلی چھٹی دی جائے۔ ان پر قانونی پابندیاں ہٹائی جائیں، کیونکہ امریکہ اسے انسانی حقوق کی پابندیوں کے برابر خیال کرتا ہے۔ اور یہ کہ قادیانیوں کے خلاف آئینی ترمیم کو ختم کرتے ہوئے اُنھیں عام مسلمان کی حیثیت دی جائے۔ ان کا الزام تھا کہ پاکستان میں قادیانیوں سے اچھا سلوک نہ ہونے پر امریکہ کو شدید تشویش ہے۔ امریکی وفد نے قانون توہین رسالت کے حوالے سے بھی بات کی اور اسے ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔

ذریعے نے دعویٰ کیا ہے کہ اس موقع پر وزیر مملکت پر امین الحسنات نے امریکی وفد سے سوال کیا کہ پاکستان میں اور بھی اقلیتیں ہیں، وہ ان کا ذکر کیوں نہیں کر رہے، انھیں قادیانیوں سے خصوصی دلچسپی کیوں ہے؟ اس پر امریکی نمائندہ نے کہا کہ قادیانیوں سے زیادتی ہو رہی ہے۔ جس پر وزیر مملکت اور وفاقی وزیر نے کہا کہ قادیانیوں کی وکالت کر کے امریکہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں نہ صرف مداخلت کا مرتکب ہو رہا ہے، بلکہ وہ ناروا دباؤ بھی ڈال رہا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ وفاقی وزیر سردار محمد یوسف نے کہا کہ پاکستانی آئین اقلیتوں کو برابر کے حقوق دیتا ہے اور اقلیتوں کو پارلیمنٹ میں نمائندگی بھی حاصل ہے۔ حکومت انھیں زیادہ سے زیادہ سہولیات دے رہی ہے۔ قادیانیوں کی سیکورٹی کے حوالے سے وفد کی تشویش پر وفاقی وزیر نے کہا کہ پاکستان دہشت گردی کا شکار ہے اور یہاں اقلیتیں نہیں تمام شہری دہشت گردی کا شکار ہیں۔ مساجد، مدارس، خانقاہیں اور مزارات تک محفوظ نہیں۔ ایسے میں یہ کہنا کہ اقلیتوں کو ہدف بنایا جارہا ہے، یہ درست نہیں۔ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے، اقلیتوں کے عدم تحفظ کا دعویٰ پروپیگنڈا اسے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

دوسری جانب ’’اُمّت‘‘ کو دستیاب اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ امریکی قادیانیوں کی حمایت میں پوری قوت سے متحرک ہو چکے ہیں اور امریکہ نے قادیانیت کی حمایت کے لیے فنڈز تک مختص کر دیے ہیں۔ آنے والے دنوں میں امریکی سفارتخانے کی سرپرستی میں پورے ملک میں قادیانیوں کی حمایت میں پروپیگنڈا لانچ کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں این جی اوز کو خصوصی ٹاسک بھی دیے جاچکے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کی حمایت میں رائے عامہ ہموار کرنے کا پروجیکٹ امریکی سفارتکار سارہ لورین کی ذمہ داری ہوگی اور وہی اس کی نگرانی کریں گے۔

اس ساری صورت حال پر بات چیت کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے سیکریٹری جنرل حاجی عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ امریکہ کی اس تگ و دو نے علما اور ارباب دانش کے اس الزام کو سچ ثابت کر دیا ہے کہ قادیانی جماعت یہودیت کا مہرہ ہے۔ امریکی سرپرستی نے اس حقیقت کو طشت ازبام بھی کر دیا ہے۔ (روزنامہ ’’اُمّت‘‘ ۸/مئی ۲۰۱۴)

احمد نجیب زادے

قادیانیوں کو مسلمان قرار دلانے کے لیے برطانیہ میں آن لائن مہم ناکام

پاکستان میں قادیانیوں کو مسلمان قرار دلوانے کے کے لیے برطانیہ میں شروع کی جانے والی آن لائن مہم ناکام ہوگئی۔ایک ہفتے میں صرف سات ہزار افراد نے پٹیشن سائن کی ہے۔اس پٹیشن میں برطانیہ میں مقیم قادیانیوں کی جانب سے برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر پاکستان میں قانون توہین رسالت اور حدود قوانین تبدیل نہیں کیے جاتے تو پاکستان سے تعلقات پر نظر ثانی کی جائے۔قادیانی جماعت کے ترجمان جریدے ''احمدیہ ٹائمز'' نے انکشاف کیا ہے کہ قادیانی جماعت کو پورے برطانیہ میں ایک '' آن لائن پٹیشن'' کی حمایت کے لیے پیغامات ارسال کیے گئے ہیں اور مرزا مسرور قادیانی کی جانب سے ہر قادیانی باشندے سے کہا گیا ہے کہ وہ www.stopthepersecution.org پر کم از کم پانچ برطانوی یا یورپی باشندوں کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ اپنے کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کی مدد سے آن لائن ہو کر اس آن لائن پٹیشن کی حمایت کرے، جو وزیراعظم کیمرون کو ارسال کی جا رہی ہے۔تاہم دلچسپ امر یہ ہے کہ ایک ہفتے سے جاری اس اس مہم میں قادیانی جماعت اور مرزا مسرور احمد کی کوششوں کے باوجود محض ۷۴۰۸ لوگوں نے پٹیشن سائن کی ہے۔جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قادیانی جماعت کی عالمی مہم بری طرح ناکام ہوگئی ہے۔''اسٹاپ دی پراسیکیوشن'' نامی اس ویب سائٹ پر قانون توہین رسالت پر تنقید کی گئی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف قانون سازی اور سزاؤں کے اطلاق میں ان دونوں رہنماؤں نے اہم کردار ادا کیا ہے، جس کو عالمی سطح پر منظّم کوششوں کے ذریعے ختم کیا جانا چاہیے۔آن لائن پٹیشن میں یہ ہرزہ سرائی بھی کی گئی ہے کہ پاکستان میں نافذ قانون توہین رسالت اور قادیانی مخالف دیگر قوانین سے نا صرف قادیانی اور احمدی جماعت پریشان ہے بلکہ اس کی زد میں شیعہ، ہندو اور عیسائی بھی آرہے ہیں اور ان کے خلاف کارروائیوں کے نتیجے میں لاکھوں افراد خوف کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہزاروں قادیانی، شیعہ، ہندو اور عیسائی باشندے پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو ارسال کی جانی والی آن لائن پٹیشن میں ان سے مزید کہا گیا ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں گے تو پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف معاندانہ اقدامات میں کمی آجائے گی۔ کیوں کہ اقلیتوں اور بالخصوص قادیانیوں کے خلاف کارروائیوں کا کوئی ملزم پاکستان میں سزا نہیں پا سکا ہے۔اس لیے وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون پاکستان کے دوست ہونے کے ناتے پاکستانی حکومت کے سامنے یہ معاملہ اٹھائیں اور ان سے کہیں کہ قانون توہین رسالت اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار

دینے والے دیگر قوانین منسوخ کر دیے جائیں، جو قادیانیوں کے حلاف تشدد اور قتل جیسی وارداتوں کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی آن لائن پٹیشن میں سابق صدر پاکستان جنرل ضیاءالحق کو قادیانیوں کے خلاف کارروائیوں کا براہِ راست ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

قادیانی بھونپو ''احمدیہ ٹائمز'' کا دعویٰ ہے کہ ۳۰ سال پہلے جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کی مدد سے قادیانیوں کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور اپنے عبادت گاہوں پر کلمہ لکھنے سے بزور روک دیا تھا۔ برطانوی وزیراعظم کو ارسال کی جانے والی آن لائن پٹیشن میں قادیانیوں نے امریکی حکام اور ''یوایس کمیشن آف انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم'' کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۴ء کا بھی حوالہ دیا ہے، جس میں امریکیوں نے قادیانیوں کی پاکستان میں حالت زار کا رونا روتے ہوئے لکھا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو مذہب کے نام پر قتل کیا جا رہا ہے۔ ان کی عبادت گاہوں (رپورٹ میں مسجد لکھا ہے) اور میناروں پر قرآنی آیات کو مٹایا جا رہا ہے، ان کے قبرستانوں کو مسمار کیا جا رہا ہے اور ان کو انتخابات میں ووٹ دینے کے حق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ برطانوی پارلیمنٹ میں ۲۰۱۱ء میں بھی قادیانیوں کی ایک مہم کے نتیجے میں پاکستان میں قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرنے کے حوالے سے ایک گرم گرم بحث ہو چکی ہے۔ لیکن دلچسپ امر یہ ہے کہ قادیانیوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود ان کی یہ مہم ناکامی کا شکار ہوئی تھی۔ تاہم اب ۲۰۱۴ء میں ایک بار پھر قادیانیوں نے پاکستان میں قانون توہین رسالت اور قادیانی مخالف دیگر قوانین ختم کرانے کے لیے نئی کوششوں کا آغاز برطانیہ اور امریکہ میں ساتھ کیا ہے، لیکن ابتدا میں ہی قادیانیوں کو عوامی حمایت کے حوالے سے ناکامی کا سامنا ہے۔ قادیانی جریدے کا دعویٰ ہے کہ قادیانیوں کی اس عالمی تحریک میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ایشیا پیسیفک ڈائریکٹر سام ظریفی، برطانیہ سے تعلق رکھنے والے انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کے متحرک رکن لارڈ ایرک ایوابری، برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون، ڈپٹی پرائم منسٹر نک کلیگ اور برطانوی ممبر پارلیمان چارلس ٹینوک شامل ہیں اور ان حضرات نے stopthepersecution پر قادیانیوں کی حمایت اور پاکستان میں شرعی قوانین کی مخالفت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ بطور ثبوت ملاحظہ کیجیے:

http:stopthepersecution.org/publications

(روزنامہ ''اُمّت'' ۹ر مئی، ۲۰۱۴ء)

محمد فاروق قریشی

دار بنی ہاشم ملتان تک

ملتان مدینۃ الاولیاء کے نام سے معروف ہے، جس نے بھی کہا درست کہا ہے کہ ماضی بعید کی نہیں بلکہ ہم نے بھی اس کے مطلعِ انوار پر اولیائے کرام اور علمائے کبار کی حسین کہکشاں کا مشاہدہ کیا ہے۔ میرے خیال میں ملتان جا کر ”دار بنی ہاشم“ نہ جانا ایسا ہی ہے جیسے آگرہ جا کر تاج محل نہ دیکھنا۔ دار بنی ہاشم میری عقیدت کا مرکز ہے کہ ابناء امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری اور سید عطاء المہیمن بخاری مدظلھم اور بنت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا کے اہل خانہ کا مسکن ہے۔ قافلۂ ولی اللہی اور جماعت شیخ الہند کا ایک ایک فرد لائق تکریم ہے اور کاروانِ قاسمیؒ کا ہر شریک بے مثال و باکمال ایسا کہ:

جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے

اس گروہِ جاں فروشاں کے ہر جاں سپار کی محبت و عظمت حرز جاں ہے لیکن دو شخصیتیں ایسی ہیں کہ ان کی عظمت و تقدیس اور عقیدت و محبت ابتدائے شعور سے ہی دماغ و دل میں موجزن ہے۔ ان کا ذکر جمیل کہیں بھی ہو دل قابو میں نہیں رہتا، بس کھنچا چلا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میری عقیدت و محبت کا محور ہیں۔ میں نے ان کو دیکھا نہیں کہ ممکن نہ تھا، لیکن ان کی عظمت و تقدیس کی حکایات و روایات مسلسل سنتا اور پڑھتا رہا ہوں۔

حضرت امیر شریعت کا سانحۂ ارتحال ۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے، اس وقت میری عمر دس برس تھی۔ چوتھی جماعت کے معمولی طالب علم کو بھلا کس چیز کا شعور و ادراک ہو سکتا ہے؟ الحمدللہ جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری علیہ الرحمہ سے تعلق خاطر رہا ہے۔ ان کو دیکھا بھی خوب اور سنا بھی بہت۔ فراق کا خیال مستعار لوں تو فخریہ کہہ سکتا ہوں:

آنے والی نسلیں تم پر فخر کریں گی ہم عصرو!
تم نے فراق سے باتیں کی ہیں، تم نے اس کو دیکھا ہے

مولانا سید عطاء المنعم بخاریؒ جو خود کو سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کہتے اور لکھتے رہے اور اسی نام سے معروف ہوئے، اپنے دور کے لیجنڈ تھے۔ ایسا عبقری انسان میں نے نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ قدرت نے بے پناہ خصائص کو ایک پیکر میں ڈھال دیا ہے۔ ایسا حسین اور اتنا ذہین شخص کہ کوئی مثال نہیں۔ دجلۂ علوم اور زبان و بیان پر ایسی قدرت کہ جس موضوع پر چاہیں بلا تکان گھنٹوں بولتے چلے جائیں۔ بہت وسیع المطالعہ اور استحضار اس قدر کہ موضوع کی مناسبت سے حوالے اس انداز و کثرت سے پیش کرتے چلے جاتے کہ گویا ان کے سامنے لائبریری کھلی ہے اور کتابیں اپنے اوراق خود پلٹتی جا رہی ہیں۔ مجمع ایسا پرسکون و ساکت کہ لوگوں پر مجسموں کا گمان ہونے لگتا۔ لہجے کا زیر و بم، الفاظ کی نوک پلک اور اس پر منفرد لحن ایسا کہ ماحول پر سحر

طاری ہوجاتا اور ہر شخص زبان حال سے یہی کہتا:

شگوفے کھلنے کی موسیقیاں ہمیں تسلیم
مگر وہ بات کہاں؟ جو تمھاری بات میں ہے

خیر المدارس ملتان اور مدرسہ سراج العلوم خانیوال کے سالانہ جلسوں میں حضرت شاہ صاحب کو کئی بار سنا اور پھر جمعیت المسلمین خانیوال کی سالانہ کانفرنس میں تو گویا ناگزیر ہوگئے تھے۔ بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے ہفتہ وار درس قرآن کی محافل میں شرکت کی سعادت بھی حاصل رہی ہے۔ ہمارے دوست شمس القمر کے نام پر متعجب ہوکر فرمایا کہ بھئی یہ کیا نام ہے، شمس وقمر ہونا چاہیے۔ نام کی ترکیب ان کی یاد کا سبب بن گئی، جب بھی ملاقات ہوتی، فرماتے کہ شمس القمر کا کیا حال ہے؟

۱۹۹۵ء کے اوائل میں شاہ صاحب کی زیارت وشرفِ ملاقات کے لیے ملتان جانا ہوا، ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ غالباً اپریل یا مئی کا مہینہ تھا۔ دوپہر ہو چلی تھی، اکرام القادری صاحب کہنے لگے کہ وقت مناسب نہیں لیکن غرض مند دیوانہ ہوتا ہے اور مجھے دوسرے روز کراچی واپس جانا تھا۔ دل کی تڑپ بے چین کر رہی تھی اور یہ اندیشہ بھی کہ خدا جانے پھر کب موقع ملے؟ دروازے پر دستک دی تو بچے نے آکر کہا کہ شاہ جی کی طبیعت ٹھیک نہیں اور ملاقات کا وقت نہیں۔ ہم نے درخواست کی کہ حضرت شاہ صاحب کو اطلاع کردیں کہ کراچی سے حاضر ہوا ہوں، محض زیارت مقصود ہے۔ اطلاع پاکر حضرت شاہ صاحب (اللہ ان کو بے پایاں رحمتوں سے نوازے) نے بلا لیا۔ شاہ جی تہبند باندھے اور کمری پہنے چارپائی پر بیٹھے تھے۔ دیکھ کر دل آزردہ ہوا کہ چاند گرہن کی زد میں ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرمانے لگے کہ اب کیا رکھا ہے، کیا لینے آئے ہو؟ اور پھر غلافی آنکھوں سے موتی ٹپکنے لگے۔ صورت حال نے زبان کو بے بس کردیا تھا لیکن آنکھوں پر اختیار نہ رہا۔ ہماری کیفیت کی غالب نے ترجمانی کی ہے:

جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شام فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

جانشین امیر شریعت علیہ الرحمہ سے یہ ہماری آخری ملاقات ثابت ہوئی کہ چند ماہ بعد ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء کی شام وہ داغِ مفارقت دے کر خلد آشیانی ہوگئے۔ میں کراچی میں تھا اور شاد عظیم آبادی کا شعر ذہن میں گردش کرتا رہا:

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم، اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

محلّہ ٹبی شیر خان سے ہم پہلی بار دار بنی ہاشم آئے، جہاں ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری علیہ الرحمہ اور

سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ کی زیارت وملاقات سے مشرف ہوئے۔ سید ابوذر بخاری علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد ملتان جانے کی ہمت نہ ہوسکی۔

پانچ چھے برس پہلے بنت امیر شریعت سیدہ اُمِّ کفیل بخاری کی لاثانی ولافانی تصنیف ''سیدی وابی'' کا پہلا ایڈیشن دیکھا تو عجیب کیفیت سے سرشار ہوا۔ حضرت امیر شریعت کی سوانح پر بڑے لکھاریوں کی تصانیف اس کتاب کے مقابل ہیچ ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس موضوع پر اس سے خوبصورت اور دل نشین کتاب اور کوئی نہیں ہے۔ اپنے جذبات کے اظہار کے لیے کئی بار ارادہ کیا مگر ہمت نہ ہوسکی۔ دوسال پیشتر (اپریل ۲۰۱۲ء) یہ عالی مرتبت مصنفہ بھی دارِ فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گئیں۔ ان کی رحلت کی خبر سے ایسے لگا کہ میری والدہ کا جنازہ گھر میں رکھا ہے۔ برادرم سید کفیل بخاری سے کوئی تعارف نہ تھا، بالآخر ہمت کر کے ان کے موبائل پر تعزیت کی اور یوں ان سے شرف ہم کلامی کا آغاز ہوا۔

عرصہ ہوا خواہش اور ارادے کے باوجود ملتان نہ جاسکا۔ ایک آدھ بار جانا ہوا تو وقت کی تنگی آڑے آگئی۔ اس بار پنجاب جانا ہوا تو بے تابانہ ملتان پہنچا۔ برادرم شمس القمر صاحب کے ہمراہ پہلے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے دفتر پہنچا، دار بنی ہاشم کا راستہ معلوم کیا اور سید کفیل شاہ صاحب کا نمبر لے کر فون کیا۔ گرین سگنل ملتے ہی رفیق دیرینہ کرم الٰہی اور شمس القمر خان کے ساتھ دار بنی ہاشم پہنچا۔ چند لمحوں بعد نبیرۂ امیر شریعت برادرم سید کفیل شاہ صاحب بخاری کا نورانی چہرہ ہماری نگاہوں کا مرکز تھا۔ خانوادۂ بخاری کا ہر فرد اپنی مثال آپ ہے اور واقعی انھیں ایسا ہی ہونا چاہیے۔ سید کفیل بخاری صاحب عمر میں بڑے نہیں لیکن مقام ونسبت بہت بڑی ہے۔ ان سے مل کر جی نہال ہوگیا، دل نے کہا آخر ذریّت کس کی ہے؟ دیکھیے جوش نے کیا غضب کا شعر کہا ہے:

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے دیکھے نہ ہوں شاید، مگر ایسے بھی ہیں

دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی اور نفیس قہوہ سے شاد کام ہوتے رہے۔ افسوس کہ مدت بعد جانا ہوا لیکن سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ کی دید سے محروم رہے کہ وہ سفر پر تھے جب کہ پیر جی حضرت سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ گھر تشریف لے جا چکے تھے، اس لیے ناچار لوٹنا پڑا۔ ان سے ملاقات بعد عصر ہوسکتی تھی لیکن برادرم کرم الٰہی کا مسلسل اصرار تھا کہ کھانا ان کے ہاں کھانا ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد سید کفیل شاہ صاحب بخاری کے گراں قدر عطیہ اور بے پناہ محبتوں کی سوغات کے ساتھ رخصت ہوئے۔ رہے نام اللہ کا۔

(مطبوعہ: روزنامہ اسلام: ۱۵ر مئی ۲۰۱۴ء)

محمد احمد حافظ

علم کی خوشبو بانٹنے والے

آج ظہر کے بعد جُھلستی دھوپ میں دفتر آنے کے لیے گھر سے نکلا تو اچانک ہی ذہن جست لگا کر رُبع صدی پہلے کے ملتان میں پہنچ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب ہم نے ملک کی معروف دینی درس گاہ جامعہ خیر المدارس میں درجۂ ثالثہ میں داخلہ لیا تھا۔ ملتان کی گرمی تو مشہور ہے ہی..... ''وہ گرد، گدا، گرما و گورستان'' والی کہاوت کسے معلوم نہیں؟!

خیر المدارس میں تب جدت نہیں آئی تھی۔ عمارتیں پرانی طرز کی تھیں۔ مدرسہ کا دارالاقامہ اور کئی ایک کلاسیں ہندوؤں کے ایک متروکہ 'آشرم' میں واقع تھیں، چاروں جانب ایک ترتیب سے کمرے بنے ہوئے تھے جن کے آگے طویل برآمدہ تھا۔ مشرقی جانب ایک مندر تھا جو اپنی طرز میں ہندوانہ تعمیر کا شاہکار تھا۔ ایک مدت سے بند رہنے کی وجہ سے اندھیرے، مکڑی کے مہیب اور بدنما جالوں اور اپنے ساتھ منسوب بعض ڈراؤنے قصوں کی وجہ سے وحشت ناک منظر پیش کرتا تھا۔ دارالاقامہ کی عمارت بھٹے کی پکی اینٹوں سے بنی تھی جس پر سیمنٹ کی ٹیپ کردی گئی تھی۔ چھت لکڑی کے بالوں پر مشتمل تھی جس کے اوپر مٹی کی تہیں بچھی ہوئی تھیں۔ عمارت کے بیچوں بیچ چمن...... جہاں عصر کے بعد طلبہ کی ٹولیاں دن بھر کی دماغی تھکن اتارنے کے لیے خوش گپیوں میں مصروف ہوتیں۔ اس احاطے سے باہر اور خیر المدارس کی جامع مسجد کے درمیان ایک بہت بڑا گراؤنڈ تھا جہاں عصر کے بعد فٹ بال کھیلا جاتا، جبکہ اطراف میں چھوٹی کلاسوں کے طلبہ کرکٹ، گلی ڈنڈا، اور پٹھو گرم کھیلتے۔ شب جمعہ میں یار لوگ چاند کی روشنی میں 'وانجو' کھیل کر اپنا رانجھا راضی کرتے۔ بتانے کی بات یہ ہے کہ پرانی عمارت کے کمروں میں گرمیوں کی دوپہریں بہت آسودہ گزرتی تھیں۔ طلبہ کرام دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولے کے لیے لیٹتے تو ننگی اینٹوں کے فرش پر پانی کا چھڑکاؤ کرنا نہیں بھولتے تھے.....اس چھڑکاؤ سے کمرہ میں ایسی بُرودت در آتی کہ اس کا مقابلہ ایئر کنڈیشنر بھی نہ کر پاتے۔ تب ایسی بھرپور نیند آتی کہ ظہر کی اذان کے بعد طلبہ کو جگانے کے لیے صورِ اسرافیل کی ضرورت محسوس ہوتی۔ جب تک استاذ محترم مولانا شیر محمد صاحب اور مولانا محمد یٰسین شاکر صاحب لکڑی کے دروازوں پر ڈنڈے برسا کر طلبہ کو نہ جگاتے، کوئی بھی خوابِ شیریں سے اٹھنا گوارا نہ کرتا۔ گرم دوپہر میں وہاں سے نکل کر مسجد تک کا ذرا سا فاصلہ طے کرنا قیامت معلوم ہوتا۔

ملتان کی گرمی معروف تو ہے ہی مگر ملتانیوں نے اس کے توڑ کے لیے اپنا انتظام کر رکھا ہے۔ چوک گھنٹہ گھر اور حسین آگاہی میں سوڈے والی اور گولی والی بوتلیں، اندرون شہر جابجا فالودے کے ٹھیّے اور پنسار کی دکانوں پہ ملنے والے الائچی، عناب، صندل، بزوری اور بادام کے شربت غضب کی گرمی میں جسم و روح کو تر و تازہ رکھتے ہیں۔ خصوصاً فالودے کا تو جواب نہیں ہوتا، بشرطِ کہ بنانے والا خاندانی ہو۔ خوش قسمتی سے ہم نے فالودہ حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

کے ہاں بار ہا کھایا ہے، یعنی کھلانے والے بھی خاندانی ہوں تو لطف مزید دوبالا ہو جاتا ہے۔ ملتان میں سرِ شام دہی بھلّے کے ٹھیلوں کی تو اپنی ہی بہار ہوتی ہے...... اور پھر قلعہ کے گول گپے کون بھول سکتا ہے؟ اگر آپ کینٹ چلے جائیں تو وہاں لذتِ کام ودہن کے لیے پھلوں کے تازہ جوس، ملک شیک اور فروٹ چاٹ کی دکانیں کھلی ملیں گی۔ یہیں کہیں 'چسکا ہاؤس' کے نام سے بھی ایک دکان ہوتی تھی، معلوم نہیں کہ اب ہے یا نہیں؟

خیر المدارس میں ہمارے رہتے رہتے ہی بہت تبدیلی آ گئی تھی۔ اب تو برسوں سے جانا نہیں ہوا، مگر معلوم ہوا ہے کہ اس کا نِک سُک ہی بدل گیا ہے۔ البتہ دارالحدیث اور اس سے ملحقہ عمارتیں ابھی باقی ہیں۔ 'دارالحدیث' ہمارے دورِ طالب علمی کا آخری پڑاؤ تھا۔ اس دارالحدیث کی چٹائیوں اور تپائیوں پر بیٹھنے والے اب جانے دنیا کے کس کس گوشے میں کس کس منصب پر فائز ہیں۔ جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت فیوضہم آج بھی اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اپنی مسند کو رونق بخشتے ہیں۔ آپ کے بلا مبالغہ ہزاروں شاگرد ہیں۔ سفید بُراق لباس میں ملبوس اور سفید پگڑی باندھے، متبسم چہرے کے ساتھ جب دارالحدیث میں داخل ہوتے تو آپ کے وجود سے ہی دارالحدیث منور نظر آنے لگتا۔ بخاری شریف کے سبق کا آغاز فرماتے تو پتا ہی نہ چلتا کہ دو گھنٹے کیسے گزر گئے۔ آپ کے سبق میں خواہ مخواہ کی یبوست نہیں ہوتی تھی، نہ ہی آپ اپنے علم کے 'بحر ذخّار' سے طلبہ کو مرعوب فرماتے۔ دورانِ سبق بعض مشکل مقامات کو لطیفوں، خوشگوار چٹکلوں اور مضحک اَمثلہ سے حل فرماتے تو دماغی تکان یکسر کافور ہو جاتی۔ آپ ''علیٰ قدر عقولہم'' گفتگو فرماتے اور سبق کو نہایت آسان انداز میں بیان فرماتے۔

دورۂ حدیث کے سال مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد دام ظلہم کے پاس تھی۔ آپ جامعہ کے قدیم استاذ ہیں اور خیر المدارس کی تاریخ نے شاید آپ ایسا طنطنے اور دَب دَبے والا استاذ نہ دیکھا ہوگا۔ پہلا گھنٹہ آپ ہی کا ہوتا، اس گھنٹے میں غیر حاضری کا تصور نہیں تھا۔ پوری کلاس پر آپ کی نگاہ ہوتی اور کوئی طالب علم ''ہیرا پھیری'' نہ کر سکتا تھا۔ بعض من چلے گھنٹے کے آغاز میں حاضری دے کر دارالحدیث کے پچھلے دروازوں سے نکلنے کی کوشش کرتے مگر ایک دو دفعہ کے بعد ہی پکڑے جاتے، البتہ یہ اور بات ہے کہ اس طرح نکل کر کینٹین پر جا کے ناشتہ کرنے کا بھی اپنا مزا تھا۔ استاذِ گرامی مولانا منظور احمد صاحب ماقلّ ودلّ گفتگو کے قائل ہیں۔ حدیث کی قرأت کے دوران ہی مختصر جملوں میں مشکل مقامات حل فرما دیتے۔ آپ کے سبق میں تقریر سے زیادہ طالب علم کے مطالعے پر انحصار ہوتا۔ یہ ایسا طریق ہے کہ طالب علم تھوڑی محنت سے بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے، مگر اس طریقے کو برتنے والے کم ہیں۔ ہم نے کئی بزرگ اساتذہ کو اسی پر عامل دیکھا۔ اب بات دوسری ہے۔ شروح حدیث کی کثرت نے مَبلغِ علم کو وسعت دے دی ہے۔ علم اپنا اظہار چاہتا ہے اور جب یہ اظہار ہوتا ہے تو بسا اوقات کتاب بروقت مکمل نہیں ہو پاتی اور سال کے آخر میں تلاوت حدیث کا ناقابل بیان منظر ہوتا ہے۔ ہمارے خیر المدارس کے دیگر اساتذہ حضرت مولانا شیر محمد صاحب، حضرت مولانا شبیر الحق صاحب اور دیگر کئی اساتذہ

کرام تدریس کے میدان میں اسی ذوق کے آدمی تھے۔

مولانا محمد عابد صاحب کے پاس ہم نے تفسیر اور فقہ کے اسباق پڑھے ہیں، رفتار و گفتار میں عجیب دیوانگی لیے ہوئے، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ، مدینہ یونیورسٹی کے فاضل، آپ کے سبق کی بھی نرالی شان ہوتی تھی۔ طلبہ کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتے اور ان کی تربیت کا کوئی لمحہ خالی نہ جانے دیتے۔ اکابر و اسلاف کے تعارف، ان کے مزاج و مذاق کا بطورِ خاص اپنے اسباق میں تذکرہ فرماتے۔ ان کی نرم مزاجی سے طلبہ بسا اوقات فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے، انہیں 'سیدھا' کرنے کے لیے کبھی کبھی ''سوٹی'' سے خبر گیری فرماتے مگر اس خبر گیری کا انداز بھی ایسا مشفقانہ ہوتا کہ طلبہ......سوٹیاں کھا کے بھی بے مزہ نہ ہوتے۔

ہمارے استاذ مولانا خدا بخش صاحب بھی اپنی طرح کے آدمی ہیں، ہنس مکھ، سرخ و سفید چہرہ، سفید ڈاڑھی، سفید لباس اور سر پہ کپڑے کی سفید ٹوپی، گرمی کے دنوں میں اپنی موٹر سائیکل پر گھر سے جامعہ آتے تو آنکھوں پہ لگا کالا چشمہ دلوں میں اچھی خاصی ہلچل مچا دیتا، مطالعے کے رسیا، طالب علموں میں بھی مطالعے کا ذوق پیدا کرتے، آپ سینکڑوں کتابوں کے حامل ذاتی کتب خانے کے مالک ہیں، جب وہ سبق کے دوران اپنے کتب خانے کی چیدہ چیدہ نایاب کتابوں کے نام اور اوصاف گنواتے تو آدمی مبہوت ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا، جنوبی پنجاب کی عظیم علمی شخصیت مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ کی کتابوں کی جتنی کلیکشن آپ کے پاس ہے شاید ہی کسی اور کے پاس ہو، ہم نے منطق کی کتاب 'قطبی' آپ کے پاس پڑھی، مگر 'کتب' کی محبت پائی، یوں وہ ہمارے لیے ''کتب مینار'' ثابت ہوئے۔ آپ شاعری بھی فرماتے ہیں اور غالباً ندیم تخلص ہے، عربی، فارسی اور اردو کے بے شمار اشعار یاد ہیں، جن کا تڑکا سبق کے دوران لگایا کرتے تھے۔ شعری انتخاب پر مشتمل آپ کی ایک کتاب بھی شائع ہوئی تھی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ذوقی چیزیں آپ نے حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے اکتساب کیں۔ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں متعلم رہے۔ اور موجودہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہٗ آپ کے ہم درس ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان منتقل ہوا تو دورۂ حدیث کی پہلی جماعت میں مذکورہ دونوں بزرگ ہستیاں شریک تھیں۔ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہٗ کے قابلِ فخر اور قابلِ اعتماد تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے میں حضرت ابوذر بخاری جامعہ خیر المدارس میں مدرس تھے تب مولانا خدا بخش صاحب ان کے ہاں متعلم تھے۔

استاذِ محترم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کے ذکرِ خیر کے بغیر ہماری یہ تحریر ادھوری ہی رہے گی، ہم نے ان کے پاس مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ اور شمائل ترمذی پڑھی ہیں۔ ہمارے زمانے میں اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے تدریس کو کم کم وقت دے پاتے تھے، مگر جب بھی وہ مسندِ درس پر بیٹھے سبق کا حق ادا کر دیا۔ صاف اور کھنکھناتی آواز سے پوری درس گاہ گونج رہی ہوتی، خوش آوازی اور خوش لباسی آپ پر ختم ہے۔ آج کل سر پہ پگڑی باندھتے ہیں مگر تب عربی انداز

کا سرخ رومال سر پہ رکھتے تھے۔ اللہ نے آپ کو خوبصورت نین نقش سے نوازا ہے، آنکھوں پر براؤن چشمہ آپ کو غالب کی مُرصّع غزل بنا دیتا تھا۔ طویل عرصے سے جامعہ خیر المدارس کے اہتمام اور وفاق المدارس العربیہ کی نظامت کی بھاری بھرکم ذمہ داریاں ایک ساتھ نبھا رہے ہیں، یہ ان پر اکابر مشائخ، اہلِ علم وتقویٰ اور کارپردازان مدارس کے بھرپور اعتماد کی علامت ہے۔ پچھلے دو عشروں سے مدارس دینیہ کے خلاف جس قسم کی اندرونی اور بیرونی سازشیں برپا ہیں ان کا مسلسل کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی پشت پر اکابر کی دعائیں اور مکمل سرپرستی بھی ہے مگر ایک لمحے کو قاری صاحب زید مجدہم کو اس سارے منظر نامے سے ہٹا کر دیکھیں تو کوئی ایک فرد بھی آپ کا ہم پلّہ نظر نہیں آتا۔ آپ کو کم عمری میں ہی جامعہ خیر المدارس کی مسندِ اہتمام پر بیٹھنا پڑا، ہم نے کئی صاحب زادوں کو اہتمام کے نشے میں بھٹکتے دیکھا ہے، مگر آپ پر اللہ کا فضل شامل حال رہا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے اساتذہ کو ان کے مقام پر رکھا اور کبھی ان سے مستغنی نہیں ہوئے۔ پچھلے دِنوں ہمارے مہربان دوست مولانا شفیع چترالی خیر المدارس گئے تو جامع مسجد میں قاری صاحب مولانا ازہر صاحب کو قرآن مجید کی منزل سناتے دیکھ کر حیران رہ گئے، بے پناہ مصروفیات کے ہوتے ہوئے قرآن مجید کے ساتھ یہ تعلق معمولی بات نہیں۔ کیا کیا ذکر کیجیے، کئی اساتذہ کا ذکر رہا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں دیکھ کر ہم نے اپنے اکابر واسلاف کے مذاق کو جانا، ان کی نگاہِ فیض گستر نے ذرّوں کو ماہتاب اور خاک کو کاخ بنایا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ شہرت سے نفور اور جدیدیت کی آلائشوں سے دور مگر اپنی ذات میں پارس ہیں، جس کو چھولیں سونا بن جائے۔ انہوں نے دنیا پر عقبیٰ کو ترجیح دی۔ خود کو دین اور دینی علوم کے تحفظ اور اشاعت کے لیے وقف کر دیا۔ آج جو اس خطے میں دین کے قلعے نظر آتے ہیں انہی کے دم سے آباد ہیں۔ ملک بھر میں پھیلے مدارس دینیہ کے تمام اساتذہ کی کہانی ایک ہی جیسی ہے۔

گزشتہ دنوں ایک معروف اخبار کے کالم نگار نے مدارس کے اساتذہ کی معاشی صورت حال کو موضوع بنایا۔ اچھا کیا یا برا، ہمیں اس سے بحث نہیں مگر مدرسے کا استاذ روکھی سوکھی کھا کر بھی علم کی خوشبو بانٹ رہا ہے۔ عقل وفہم کی وادیوں میں کتنے ہی بھونچال آتے رہتے ہیں، مغرب سے آنے والی ہوائیں بھی اپنی دشمنی نبھاتی ہیں، نئے سے نئے سَراب دِکھتے ہیں مگر اس کی وابستگی ...... ''وفاداری بشرطِ اُستواری اصل ایماں ہے'' سے عبارت ہے۔ وہ اپنے محاذ پر پوری استقامت کے ساتھ کھڑا ہے۔ ہم جیسے نکمے شاگردان کے ایک لمحے کی بھی قیمت ادا نہیں کر سکتے، اللہ پاک ہی انہیں اپنی بارگاہ اقدس سے بہترین اجر عطا فرمائیں گے۔

آج ظہر کی نماز کے بعد جُھلستی دھوپ میں گھر سے دفتر آنے کے لیے نکلا تو اپنی مادر علمی ''جامعہ خیر المدارس'' بہت یاد آئی...... اور بے طرح یاد آئی...... اللہ تعالیٰ اس چمن کو ہمیشہ پھلتا پھولتا رکھے۔ آمین

محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ

ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ و بنات اربعہ رضی اللہ عنہن

درخطبہ جمعہ

رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے کامیاب وکامران ہوکر رخصت ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وجود بھی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ و ورع اور عظمت و رفعت پر قرآن مقدس ناطق ہے۔قرآن پاک میں کیے گئے رب العزت کے کئی وعدے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور تک پورے ہوئے۔ نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد نصف صدی میں اسلام نصف سے زائد کرۂ ارض پر پھیل گیا۔اور قرآن مجید کا اعلان لیظھرہ علی الدین کلہ عملی شکل میں نظر آنے لگا۔جوں جوں اسلام پھیلتا رہا، کفر جلتا رہا اور آئے دن اسلام کے خلاف منافقانہ سازشوں کے تانے بانے بنتا اور اپنے کفر ونفاق کے ٹکسالوں میں کفر ومنافقت سے بھرپور دشمنان اسلام ڈھالتا رہا اور انہیں اسلام کی بیخ کنی کے لیے استعمال کرتا رہا۔مگر ساتھ ہی اللہ رب العزت نے ہر زمانہ میں اسلام کی حفاظت واشاعت کے لیے اپنے نیک بندوں سے کام لیا اور کفر ونفاق کو اسلام کے مقابلہ میں ذلیل ورسوا اور خوار کیا۔چونکہ قرآن ورسالت، صوم وصلوٰۃ، حج وجہاد، اسوۂ نبوت، احکام شریعت کے عینی گواہ اور اسلام کے اصل واصول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اس لیے کفر ونفاق نے اسلام کی بیخ کنی کے لیے انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات قدسیہ کو مشق ستم بنایا اور اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان ذوالنورین، سیدنا علی مرتضیٰ، سیدنا حسنِ مجتبیٰ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم کی سیرت وکردار اور حیات وخدمات پر مختلف پہلوؤں سے تنقید اور مذمت کی۔دشمنان اسلام کی تیار کردہ سازشوں اور بیان کردہ بے بنیاد روایتوں کی بناء پر ان حضرات کے ادوار خلافت پر بھی اعتراضات والزامات کی اندھا دھند بوچھاڑ کی گئی اور تا حال کی جارہی ہے۔ان سمیت تمام اسلام مخالف سازشوں اور منصوبوں کے خلاف ہر دور میں علماء وفقہاء اور محققین ومجاہدین اپنے اپنے انداز میں سینہ سپر رہے اور ان سازشی عناصر اور ان کی سازشوں کی مذمت وتردید کرتے رہے۔احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے مختلف انداز میں اسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کا اظہار کیا جاتا رہا کہ عوام کے قلوب واذہان میں اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت وتقدیس ایسے بیٹھ جائے کہ وہ کسی اسلام دشمن اور صحابہ مخالف نظریہ کو قبول نہ کرسکیں۔

تحفظ اسلام وصحابہ کرامؓ ہی کے سلسلہ کی ایک کڑی خطبۂ جمعہ بھی ہے جس میں ہر زمانہ کے فتنوں کی تردید اور مسلک اہل سنت کے حق ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ہر دور میں حالات حاضرہ کے مطابق خطبۂ جمعہ کے مندرجات بیان کیے جاتے ہیں اور توحید، رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، عظمت قرآن، عظمت صحابہؓ کا ذکر خیر بھی کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام مروجہ خطبہ میں صرف سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے سیدہ فاطمہ، نواسوں میں سے سیدین حسنین، چچاؤں میں سے سیدنا حمزہ وعباس رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ جس دور میں یہ خطبہ رواج پا کر آج ہمارے زمانہ تک پہنچا، اس دور میں نواصب کا زور تھا اور وہ خاص طور پر سیدنا علی ، سیدہ فاطمہ، سیدین حسنین رضی اللہ عنہم پر طعن زنی اور الزام تراشی کیا کرتے تھے۔ اسی لیے اس وقت ان حضرات کا تذکرہ خطبۂ جمعہ میں کیا جانے لگا کہ عوام کے قلوب واذہان میں ان کے اسماء مبارکہ بیٹھ جائیں کہ اگر ان کے سامنے کوئی دشمن اسلام ان حضرات پر تنقید کرے تو عوام کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اگر یہ حضراتؓ غلط ہوتے تو خطبۂ جمعہ میں ان کے اسماء مبارکہ قطعاً نہ لیے جاتے۔ اللہ اللہ کر کے دنیا سے نواصب کا زور اور اسلام دشمن وصحابہ مخالف کارروائیاں اور سازشیں دم توڑ گئیں۔ اب کہیں کہیں نہ ہونے کے برابر ناصبیت کا پرچار کرتے ہوئے ڈھکے چھپے انداز میں حضرات سیدنا علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر الزام تراشی کی جاتی ہے۔ مگر اس کے برعکس فی زمانہ اسلام کا نام لے کر حب اہل بیت کی آڑ میں روافض کی جانب سے سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم کی ذوات قدسیہ اور خلافت وحیات پر طعن وتشنیع اور الزامات کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں نبی علیہ السلام کی دیگر تین بیٹیوں سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہن اور دیگر نواسوں سیدنا علی بن ابی العاص اور سیدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہم کے وجود کا انکار کیا جاتا ہے۔ اور اس کا اتنا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ کئی اچھے خاصے پڑھے لکھے سوجھ بوجھ رکھنے والے حضرات بھی یہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی صرف ایک بیٹی اور دو نواسے تھے۔ مزید برآں یہ کہ عوام کے قلوب واذہان میں یہ بات بھی بٹھائی جارہی ہے کہ معاذ اللہ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم کے ادوار خلافت میں اسلام کی خلاف سازشیں کی گئیں۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبۂ جمعہ میں (مطبوعہ ۱۲۹۱ھ، پٹنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المعصومین، منصب اہل بیت اُمہات المؤمنین، خصوصاً سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ اُمّ حبیبہ اور خلفاء صحابہ میں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ اور اصحاب عشرہ مبشرہ، بناتِ اربعہ سیدہ زینب، سیدہ رقیّہ، سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ، اسباط نبی، سیدنا علی زینبی (بن عاص) عبداللہ بن رقیہ اور سیدنا حسن وسیدنا حسین ابنیٰ فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام شامل کر کے بہت سے فتنوں کا رد کیا ہے۔ ماضی قریب کے عظیم محقق ومداح صحابہ،

امام اہل سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے خطبات جمعہ وعیدین (مطبوعہ رجب ۱۳۸۵ھ) میں ایسی ترتیب کو قائم رکھتے ہوئے اِن عظیم شخصیات کے متعلق احادیث کو بھی ساتھ ہی ذکر کیا ہے۔

ان تمام خلاف اسلام وصحابہ کرام منصوبوں، سازشوں اور منافقتوں کو روکنے کے لیے جہاں اور انداز سے حفاظت اسلام اور تحفظ ناموس صحابہ کرام کا فریضہ ادا کیا جارہا ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ علماء وخطباء حضرات خطبات جمعہ وعیدین میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، بنات اربعہ یعنی نبی علیہ السلام کی چاروں بیٹیوں سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم، سیدہ رقیہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن کا نام بھی لیں تاکہ عوام کے قلوب واذہان پر غیروں کی طرف سے ڈالے جانے والا گرد وغبار ختم ہو اوران کے دلوں میں نبی علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام وخاندان رسالت کے افراد کی عظمت وتقدیس راسخ ہو۔ نیز نبی علیہ السلام کے نواسوں کے تذکرہ میں سیدین حسنین رضی اللہ عنہما کے ساتھ سیدنا علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما (جو کہ نبی علیہ السلام کی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے) اور سیدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما (جو نبی علیہ السلام کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے) کا نام بھی لیا جانا چاہیے۔

خطبہ جمعہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنات اربعہ رضی اللہ عنہن کے اسماء مبارکہ کے ذکر کے متعلق مفتی اعظم مفتی رشید احمد لدھیانوی اپنے ایک فتویٰ میں تحریر کرتے ہیں کہ ''ہر زمانہ میں خطبہ کے مضمون کی ترتیب میں اسلام میں پیدا ہونے والے فتنوں سے مسلک اہل سنت کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے، چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء مبارکہ اوران کے لیے دعا اوران کے مناقب خطبہ میں لانے سے روافض وخوارج پر تردید اور مسلک اہل سنت کا اعلان مقصود ہے، سابق زمانہ میں جو فتنے تھے ان کی تردید کے لیے انہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کافی تھا، جو مطبوعہ خطبوں میں مذکور ہیں، جدید دور کا ایک جدید فتنہ ایک ایسی جماعت کا ظہور ہے جو اہل سنت ہونے کی مدعی ہے، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عقیدت کا دعویٰ کرتی ہے، مگر قلوب بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مسموم ہیں، بالخصوص حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق ان کے قلوب کی نجاست ان کی زبان وقلم سے مسلسل ابل رہی ہے، کسی بھی صحابی کے بارے میں ذرا سی بدگمانی بھی اللہ تعالیٰ کے غضب اور جہنم کی موجب ہے، اس لیے یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں، اور الحاد میں روافض ہی کی راہ پر چل رہے ہیں، نیز روافض کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا دوسری بنات مکرمات سے بھی بغض ہے، اس لیے ان فتنوں پر تردید کے پیش نظر خطبہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنات مکرمات رضی اللہ عنہن کے مناقب وفضائل کا ذکر اوران کے لیے دعاء ترضّی کا معمول بنانا چاہیے''

(احسن الفتاویٰ، ج۴، ص۱۵۶، باب الجمعۃ والعیدین)

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

شجرۂ طیبہ قرابت محبوبانِ محبوبِ الٰہی علیہ السلام

جس محترم ہستی نے یہ نشانی بتا دی ہو کہ تم لاکھ ایمان کا دعویٰ کرو مگر جب تک میری محبت اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام انسانوں سے بڑھ کر تمھارے جسم و جان میں نہ ہو تم مؤمن نہیں ہو سکتے، تو یہ حقیقت ہے کہ اُس محبوب ہستی کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور اس محبوب کے محبت بھرے تذکرے اُن کے براہِ راست صحبت یافتہ اصحابِ کرام سے لے کر تا قیامِ قیامت کم نہ ہو گی۔ اس خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ اُس کے خاندان، اس کے عزیز و اقارب کا تذکرہ زبانِ قلم پر بار بار آتا رہے، جب کہ اُن کی ذاتِ اقدس اور اُن کے مکرم و محترم خاندان سے واقفیت و تعارف کے بغیر لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔

مشرکینِ مکّہ، قریشِ مکّہ نے ہزار مخالفتوں اور جنگوں کی خونریزی کے باوجود تھک ہار کر فتحِ مکہ کے ہیرو صلی اللہ علیہ وسلم کو ''اَخٌ کریمٌ، وابنُ اَخٍ کریمٍ'' کا خراج پیش کر ہی دیا تھا۔

اُس اَخٌ کریمٌ اور ابنُ اَخٍ کریمٍ پر ان گنت بے شمار کتابیں لکھی جا چکیں اور تا قیامت لکھی جاتی رہیں گی۔ سیرت نگاروں نے اپنے اپنے ظرف کے بقدر خوب لکھا مگر بقول جگر مراد آبادی:

جلوہ بقدرِ ظرفِ نظر دیکھتے رہے کیا دیکھتے ہم ان کو مگر دیکھتے رہے

آج کی نشست میں ہم نہایت مختصر طور پر بتانا چاہتے ہیں کہ قریش میں آپ کے قبیلے اور دوسری شاخوں کا کیا تعارف تھا۔ یہ صرف بنیادی معلومات ہیں۔ تفصیلی تذکرے کے لیے تو بلاشبہ عمرِ نوح بھی ناکافی ہو گی۔

نزار بن معد بن عدنان کے پوتے الیاس کے تین بیٹے تھے مدرکہ، طابخہ اور قیس عیلان۔ اُمّ المؤمنین میمونہ اور اُمّ المؤمنین زینب بنت خزیمہ یہیں قیس بن مضر میں جا کر ہم جدّ ہو جاتی ہیں۔ مدرکہ کے پوتے کنانہ ہیں جن کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے کہ اللہ نے کنانہ کو فضیلت دی اور بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا۔ کنانہ کے پڑپوتے فہر بن مالک بن نضر تھے جن کا لقب قریش ہوا۔ فہر کے پڑپوتے کعب بن لوی بن غالب ہیں جس کے تین بیٹے مرہ، ھصیص اور عدی ہیں۔ (الاصابہ، اسد الغابہ، طبقات ابن سعد)

اِن عدی کی اولاد میں سیدنا فاروق اعظم، سیدنا زید بن خطاب، سیدنا سعید بن زید بن عمرو اور اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت امیر المؤمنین فارق اعظم ہیں۔ ھصیص کے دو نامور پوتے سہم بن عمرو اور جمح بن عمرو دو بڑے قبیلوں

کے مورث ہوئے۔ فاتح مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بنی سہم میں سے ہیں اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بنی جمح میں سے سابقون الاوّلون میں شمار ہیں۔ مرّہ کے تین نامور بیٹے ہوئے۔ کلاب، تیم اور یقظہ۔ یقظہ کی اولا د مخزوم بن یقظہ کے نام پر بنی مخزوم کہلائی، ان میں ارقم ابن ابی الارقم، سیدنا خالد سیف اللہ ابن الولید اور کئی دوسرے نامور صحابہ ہوئے۔ اسی خاندان سے سیدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ نبی علیہ السلام اور علی رضی اللہ عنہ کی دادی صاحبہ اور سیدہ اُمّ سلمہ ابوجہل کے چچا ابواُمیہ کی بیٹی اُمّ المؤمنین ہیں۔ بدنصیبی دیکھیے کہ ابوجہل ان محترم خواتین کا قریبی عزیز تھا جس نے دشمنی رسول میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور بدر میں دو بچوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ تیم بن مُرہ کی اولاد سے سیدنا ابوقحافہ عثمان والدِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ طاہرہ اور ثانی اثنین سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ نام تو عبداللہ تھا مگر اسلام میں اسبق السابقین ہونے کی وجہ سے ابوبکر، اوّل الصحابہ، افضل الصحابہ، اسلام کے شجرہ طیبہ کا پہلا پھل ''ابوبکر'' کہلائے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ چار پشتیں باپ بیٹا پوتا پڑپوتا صحابی نیز سیدہ اسما رضی اللہ عنہا کی طرف سے باپ بیٹا پوتی اور اُن کا بیٹا عبداللہ بن زبیر صحابی رسول ہیں۔ مُرّہ کے تیسرے بیٹے حکیم ابوزہرہ ہیں جن کو شکاری کتوں کے شوق کی وجہ سے کلاب کہا گیا۔ ان کے بڑے بیٹے زہرہ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ دوسرے بھائی زید ابھی ماں کی گود میں تھے کہ باپ فوت ہوگئے۔ ماں نے دوسرا نکاح کیا، خاوند سرحد شام پر اپنے قبیلے کے ساتھ رہائش پذیر تھا، زید وہیں پلے بڑھے۔ جوان ہوئے تو مکہ مکرّمہ آئے۔ بھائی نے باپ کی آواز سے مشابہت پر پہچان لیا اور جائداد میں برابر کا حصہ دیا۔

والدہ رسول سیدہ آمنہ، والدہ سیدہ الشہداء حمزہ سیدہ ہالہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف انھی زہرہ کی اولاد سے ہیں۔ دور دراز پرورش پانے کی بنا پر زید قصی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ بنوخزاعہ مکّہ پر حکمران تھے۔ سردارِ مکہ حلیل خزاعی نے بیٹی کا رشتہ دے دیا، حلیل کی وفات پر قصی کو مکہ مکرّمہ کی سرداری مل گئی۔ جناب قُصی کے چار بیٹے تھے، عبد، عبد مناف، عبدالدار اور عبدالعزی۔ عبدالعزی کی اولاد میں سے اُمّ المؤمنین اوّل سیدہ خدیجہ، سیدنا ورقہ بن نوفل (مُصدق اوّل) اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم ہیں جبکہ عبدالدار کی اولاد سے اوّل معلم مدینہ شہیدِ اُحد سیدنا مصعب بن عمیر عبدری ہیں۔ سردار قُصی نے حجابہ یعنی کعبہ کی تولیت اور لواء یعنی قریش کا جنگی علم عقاب عبدالدار کو دیا تھا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر بیت اللہ کی چابی عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی لے اور پھر اُنھی کو دے دی۔ آج بھی تولیت کعبہ اسی خاندان میں چلی آرہی ہے۔ قریش مکہ کی اہم مشاورتی مجالس کے لیے دارالندوہ قائم کیا گیا تھا۔ اس کا نظم ونسق بھی بنی عبدالدار کے ذمہ تھا (مؤرخ ازرقی، ص:٦٦)

سردار قُصی نے عبدالدار کو دوسرا عہدہ لواء (علمبرداری) کا دیا تھا۔ (غزوہ بدر کے موقعہ پر مشرکین مکہ کے تین پرچم تھے تینوں بنی عبدالدار کے ہاتھوں میں تھے۔ (طبقات ابن سعد) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غزوۂ احد میں عَلَمِ اسلامی عبدری جوان مصعب بن عمیر کو دیا تھا اور اسی غزوۂ احد میں مشرکین قریش کا جھنڈا (عقاب) بھی عبدری جنگجوؤں نے اُٹھایا ہوا تھا۔ ایک قتل ہوا تو دوسرا پھر تیسرا حتی کہ اس خاندان کے سات جوان قتل ہوئے تو خاندان کی ایک باندی نے اپنے سردار کی نیابت میں جھنڈا اُٹھالیا۔

عم زاد نبی ابوسفیان مغیرہ بن حارث ہاشمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں لکھا کرتا تھا، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں اسی واقعے طرف اشارہ کیا کہ بھلا تم بھی کوئی مرد ہو جو باندی غلاموں کے جھنڈے تلے ہمارے ساتھ لڑنے آئے ہو۔ حسان کہتے ہیں:

بِـــاَنَّ سُیُـــوْفَـنَـــا تَـــرَکْتکَ عَبْـدًا　　وَ عَبْدَ الدَّارِ سَادَتُهَا الْإِمَاءُ (دیوان حسان)

ترجمہ: ابوسفیان ہاشمی کو بتا دو کہ ہماری تلواروں نے تمھیں غلام بنا کر چھوڑا ہے اور بنی عبدالدار سردار کیا ہوئے اُن کی باندیاں اُن کی سردار ہیں۔

بعض لوگوں نے غلطی سے یا کسی خاص مقصد کے تحت لواء کا عہدہ بنی اُمیہ کا بتایا اور اُن کا اصل عہدہ قیادت ذکر میں نہیں لائے جب کہ حقائق اور مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ لواء کا عہدہ بنی عبدالدار کے پاس تھا اور اُنھی کے سات سردار اُحد میں قتل ہوئے جس کے بعد اُنھی کی باندیوں نے جھنڈا سنبھالا۔ اسی بات پر سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے اُن مشرکین مکہ سرداروں کو عار دلائی ہے۔ جب کہ یہاں غزوۂ اُحد میں بھی اور بعد کے تمام قریشی معارضات میں سیدنا ابوسفیان اُموی ہی قائد نظر آتے ہیں کیونکہ انھی کے خاندان میں عہدۂ قیادت جناب قُصی کے زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ سردار قُصی نے سقایہ، رفادۃ (حُجاج کے پانی روٹی کا انتظام) اور قیادۃ (اہل مکہ کے تحفظ، جنگی خدمات اور صلح وامن کے معاملات) اپنے بیٹے عبدمناف کے حوالے کیے تھے کہ سردار عبدمناف قریش مکہ میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اُن کے چھے میں سے چار بیٹوں نے نمایاں مقام پایا۔ یہ سب آل عبدمناف کہلاتے تھے۔ تاہم سقایہ اور رفادہ کی خدمات سردار ہاشم کے حوالے کی گئیں اور قیادۃ کا عہدہ سردار عبدشمس کو ملا۔ دوسرے دونوں بھائی مطلب اور نوفل تھے۔ چاروں بھائیوں کو بیرون ملک بھی ایک عظیم مقام حاصل تھا۔ چاروں نے مختلف بادشاہوں سے قریش مکہ کے لیے بلاٹیکس تجارتی سہولتوں کے پروانے حاصل کیے تھے، ہاشم نے شاہان روم سے، عبدشمس نے نجاشی شاہ حبشہ سے، نوفل نے خسرو ایران سے اور مطلب نے شاہان حمیر سے راہداریاں دلوائی تھیں۔ ان خدمات کی بنا پر ان چاروں بھائیوں کو ''مُجبِر ون'' کا عظیم لقب دیا گیا۔ (طبری، ۳۷)

بنی عبدمناف کی تعریف میں ایک بار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں کسی شاعر کے چند شعر سنائے تو رحمتِ عالم بے حد مسرور ہوئے تھے۔ اُن میں سے ایک شعر یہ ہے:

یٰاَیّھَا الرَّجُلُ الْمُحَوّلُ رَحْلُہٗ　　اَلَا نَزَلْتَ بِاٰلِ عَبْدِ مَنَافٖ

ترجمہ: اے بے گھر مسکین مسافر تو آل عبدمناف کے پاس کیوں نہ گیا کہ تیرا فقر دور کرنے کے لیے وہ کافی تھے۔

(بحوالہ رحمۃ للعالمین، ص: ۶۳، جلد: ۲، از سلیمان منصور پوری)

حضرت خالد بن سعید جو عبدمناف کی عبشمی اُموی شاخ سے ہیں، یمن سے واپس مدینہ پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر کی بیعتِ خلافت ہو چکی تھی۔ یہ اطلاع پا کر اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا تھا کہ تم آل عبدمناف موجود تھے پھر آخر خلافت آپ کو کیوں نہ ملی؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُن کو مطمئن کر دیا تھا کہ یہاں خاندان کی بات نہیں، استحقاق ابوبکر کا بنتا تھا لہٰذا ہم نے اُن کی بیعت کر لی۔ ایک روایت اگرچہ ضعیف اور مجروح ہے، حضرت ابوسفیان کے بارے میں بھی ملتی ہے کہ انھوں نے بھی آلِ عبدمناف کہہ کر حضرت علی کو حمایت کی پیش کش کی تھی۔

غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر داخلہ مکہ سے ایک دن پہلے آل عبدمناف میں ”قیادۃ“ کے ذمہ دار حضرت ابوسفیان لشکرِ اسلام میں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدمتِ نبوی میں عرض کیا تھا: ”یا رسول اللہ! اجازت دیجیے، اس دشمن اسلام کی گردن اڑا دوں۔“ حضرت عباس نے عرض کیا تھا: ”یا رسول اللہ میں نے اس کو پناہ دے دی ہے۔“ خیال رہے کہ قبل از اسلام حضرت ابوسفیان کے والد حرب اور حضرت عبدالمطلب گہرے دوست تھے۔ پھر ابوسفیان اور عباس رضی اللہ عنہما کی بھی آپس میں گہری دوستی چلی آ رہی تھی۔ حضرت عمر کے بار بار قتل ابی سفیان کی اجازت مانگنے پر حضرت عباس نے اُن سے فرمایا تھا: ”عمر، اگر تمھارے قبیلے کا کوئی آدمی ہوتا تو تم کبھی اُس کی جان لینے پر اتنا اصرار نہ کرتے لیکن تمھیں بنی عبدمناف کی کیا پروا۔“ جواباً حضرت عمر نے عرض کیا تھا: ”عباس واللہ مجھے آپ کے اسلام سے اس قدر خوشی ہوئی کہ اپنے باپ کے اسلام لانے سے بھی اتنی خوشی نہ ہوتی۔“ خیال کیجیے بنی ہاشم اور بنی اُمیّہ دونوں بنی عبدمناف ہیں۔ حضرت ابو سفیان بنی عبدمناف، بنی عبدشمس اور بنی اُمیّہ بیک وقت تینوں میں بلند منزلت سردار ہیں اور قیادۃ کا عہدہ نبھانے کی وجہ سے تمام قریش مکہ کے ذمہ دار تھے۔ غزوۂ بدر میں وہ موجود نہ تھے تجارتی قافلے کے ساتھ سفر میں تھے لہٰذا اُن کا چچا عتبہ بن ربیعہ اُن کا نائب ہو کر سالارِ لشکر قریش تھا۔ مبارزت میں اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید بن عتبہ سمیت مارا گیا تھا...... تو گویا قریشِ مکہ کا سردار ہونے کی وجہ سے اور قریشِ مکہ کی طرف سے قیادت کا حامل ہونے کی وجہ سے ابوسفیان اہل اسلام کے مقابلے میں جنگیں لڑ رہے تھے، اُن کے اہل اسلام مخالف اقدامات کی بڑی وجہ یہی تھی...... ورنہ ابوجہل مخزومی،

اُبیّ بن خلف، اخنس بن شریق اور ابولہب ہاشمی کچھ کم دشمنِ رسول نہیں تھے۔ بلکہ ابولہب کی بدزبانی اور خستِ عمل کی بنا پر تو آسمانی اعلان تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ پوری سورت نازل ہوچکی تھی۔ اور ابولہب کے بھتیجے ابوسفیان مغیرہ بن حارث ہاشمی بھی اپنے چچا سے کچھ پیچھے نہ تھے۔ موقعہ بے موقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار تھے۔ اسی کا ذکر اوپر آیا ہے کہ اس ہجو کے جواب میں سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ مدحِ رسول اور ذمّ ابی سفیان میں شعر کہتے۔

بعثت رسول علیہ السلام کے تین سال بعد آنحضور علیہ السلام کو اپنے قریبی عزیزوں کو تبلیغ کرنے کا حکم ملا تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آل عبدمناف کو ہی بلا کر اُنھیں دعوتِ توحید دی تھی (بحوالہ حیات الصحابہ، اردو، ص:۱۱۵ ج:۱)

اسی کو دعوت ذوالعشیرہ کہا جاتا ہے۔ بنیادی اسلامی عقائد و معلومات کی مشہور و متداول کتاب پکی روٹی کی ابتدائی سطروں میں ہی جناب عبدمناف تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب یاد رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جہاں تک عبدمناف کے دو بیٹوں ہاشم اور عبدشمس کے تعلقات کی بات ہے تو آپس کی مودت و محبت کے بیسیوں رشتے قبل از اسلام اور بعد از اسلام جھوٹی کہانیوں کو باطل کرنے کے لیے کافی ہیں۔ حرب کی بیٹی عبدالمطلب کی بہو اور عبدالمطلب کی دو بیٹیاں، ایک حرب اُموی کی بہو اور دوسری حرب کی بھتیج بہو۔ نبی پاک کی تین بیٹیاں بنی عبدشمس ہیں اور ابوسفیان کی بیٹی اُمّ المؤمنین پھر سیدنا علی کی تین بیٹیاں مروان اُموی کے بیٹوں کو بیاہی گئیں۔ المختصر یہ سارے حضرات خصوصاً بنی ہاشم و بنی عبد شمس بشمول بنی اُمیہ ایک دوسرے کے اکفاء تھے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اسی طرح کی بات نہج البلاغہ میں بھی موجود ہے) بنی عبدمناف میں سے اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ ازواجِ نبی میں قریب ترین ہیں اُن کے بھائی حضرت امیر معاویہ غزوۂ حدیبیہ والے سال داخلِ اسلام ہوئے تاہم انھوں نے پہلے بھی کبھی اسلام مخالف جنگوں میں حصہ نہیں لیا۔ بقول ڈاکٹر علامہ خالد محمود: ''بنواُمیّہ اور بنو ہاشم آپس میں بہت قریب تھے، آپس میں بھائی چارہ ان میں برابر قائم تھا...... یہ درست نہیں کہ جاہلی جذبے سے وہ ایک دوسرے سے نبرد آزما تھے، افسوس ہم اس سے اتفاق نہیں کرسکتے۔

(خلفائے راشدین، ص:۴۵۱، فوائد نافع از مولینا محمد نافع)

ہاں ساقی کوثر سے صبا عرض کرنا
اک رند سیہ مست بہت یاد کرے ہے

❁ ❁ ❁

مولانا عبداللطیف مسعود رحمہ اللہ

اسلام اور عورت

موجودہ بدنظمی اور اصلاحِ معاشرہ کا ایک بہترین حل

دینِ اسلام خالقِ کائنات کا آخری اور کامل ترین ضابطۂ حیات ہے۔ جس میں انسانیت کا وقار اور احترام کماحقہٗ واضح فرمایا گیا ہے۔ خاص کر صنفِ نازک (عورت) جو کہ ہمیشہ سے تحقیر وتذلیل کے زیرِ سایہ زندگی گزار رہی تھی۔ اسے اس کے صحیح اور فطری مقام ومرتبہ پر سرفراز فرمایا۔ اسے قبر اور چتا سے نکال کر تعظیم وتکریم سے نوازا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً الخ (النساء، آیت:۱)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمھیں صرف ایک جان (آدم) سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کا جوڑا (عورت) بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (زمین پر) آباد کر دیے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں واضح فرمایا گیا ہے کہ مرد اور عورت کوئی الگ الگ مخلوق نہیں بلکہ ایک ہی مبداء سے وجود پذیر ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان میں فطری طور پر کوئی خاص امتیاز اور فوقیت نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ مرد پہلے پیدا ہوا اور عورت بعد میں اِسی سے پیدا ہوئی، یعنی عورت مرد کے تابع ہے۔ عزت ووقار میں اس سے زیادہ تفاوت نہیں۔ لہٰذا مرد اس کا منتظم اور حاکم ہے۔

اسلام نے عورت کو ہر پہلو سے عزت ووقار سے نوازا ہے:

دوسرے مذاہب اور معاشروں کے مقابلہ میں اسلام نے عورت کو چار مراتب سے یعنی بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کی حیثیت سے نوازا ہے اور ہر پہلو سے اس کی قدر ومنزلت اور عظمت واحترام کو اجاگر فرمایا ہے۔ چھوٹوں سے محبت وپیار اور بڑوں کی عزت وتکریم کے عنوان کے تحت عورت کو ہر مرحلہ میں بتدریج عزت شرف سے مالا مال فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ماں کے مقام کو تو انتہائی محترم اور معظم قرار دیا کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔'' مغربی معاشرہ میں جہاں عورت کے یہ مراتب ہرگز ملحوظ نہیں ہوتے، وہاں بوڑھے والدین کو تو انتہائی تحقیر وتوہین بلکہ ایک بیکار چیز قرار دے کر گھر سے نکال دیا جاتا ہے کہ دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ یا سرکاری اداروں (OLD AGE HOMES) میں سانس پورے کرتے

رہیں جب کہ اسلام بوڑھے ماں باپ کو انتہائی محترم قرار دے کر ان کی عزت وتکریم کی خصوصی تلقین کرتا ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۲۳،۲۴) بلکہ ہر عمر رسیدہ اور سفید بالوں والے انسان کو معظم ومکرم قرار دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اَکْرَامُ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِم.

ادھر عورت بحیثیت بیوی کے خصوصی مرتبہ ومقام کی مستحق قرار دی گئی ہے۔رب کریم نے فرمایا: وَ لَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ، بقرہ، آیت:۲۲۸) کہ عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اور فرمایا: وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ، (النساء، آیت:۱۹) کہ ان کے ساتھ عمدہ برتاؤ رکھو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے عظیم خطبہ میں اہتماماً فرمایا:

اِسْتَوْصُوْا لَھُنَّ خَیْرًا کہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔

قرآن مجید میں ایک معیاری بیوی کے متعلق فرمایا:

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء، آیت:۳۴) یعنی نیکوکار خواتین وہ ہیں کہ خاوند کی فرماں بردار ہوں اور اس کی آبرو اور گھر بار کی محافظ ہوں۔اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تحفظ کا (بصورتِ تزویج) یہ سبب بنایا ہے۔محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو عورت نماز کی پابند ہو، خاوند کی تابع فرمان ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوسکتی ہے۔

قرآن مجید میں والدین کے حقوق نہایت اہتمام اور تفصیل سے بیان فرمائے گئے ہیں مگر میاں بیوی کے حقوق و احکام اس سے مفصل بیان فرمائے کیونکہ یہ معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے۔لہٰذا اِن احکام کو زیرِ عمل لاکر جنت نظیر معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کی جاسکتی ہے۔

عورت کے متعلق رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خاص ہدایات:

اے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیو! اسلام نے ہی عورت کو ذلّت وتحقیر کے گڑھے سے نکال کر مقامِ عزت ووقار پر بٹھایا ہے۔سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی حوا کی بیٹی کو قبر اور چتا سے نکال کر اسے عزت وتکریم سے مالا مال فرمایا ہے اور پھر اسلام اس کی عزت وتکریم کے تحفظ کے لیے احکام وہدایات بھی صادر فرماتا ہے کہ عورت سراپا پردہ، ستر اور حیا ہے۔لہٰذا اس کا کھلے بندوں اور بے پردہ پھرنا اس کے مقام کے خلاف ہے۔عورت رونقِ محفل نہیں بلکہ ملکۂ خانہ ہے۔اسے اپنی آبرو کے تحفظ کے لیے ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔بوقتِ ضرورت باہر نکلتے وقت باحجاب ہوکر راستے کے کنارہ پر چلنا چاہیے۔کیونکہ حیاء عورت کی زینت اور فطرت ہے۔فرائض الٰہی کی پابندی اور خاوند کی اطاعت

شعاری اس کے لیے دخولِ جنّت کا باعث ہے۔ خاوند کی آبرو، مال کی حفاظت کے بعد اپنی اولاد کی صحیح تربیت اس کے فرائض میں داخل ہے۔ اے بناتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمھارے ربِ کریم کا اعلان ہے کہ اے میرے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پاس جب ایمان والی عورتیں حاضر ہوں تو آپ کے سامنے ان امور کا عہد کریں۔

۱۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی ۲۔ چوری نہ کریں گی ۳۔ بے حیائی اور فحاشی، بے پردگی کا ارتکاب نہ کریں گی ۴۔ اپنی اولاد کو (بذریعہ اسقاط خاندانی منصوبہ بندی اور غلط تعلیم و تربیت کے) قتل نہ کریں گی ۵۔ کسی قسم کی بہتان تراشی نہ کریں گی ۶۔ اپنے محسنِ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گی۔ سو آپ ان سے یہ عہد اور ذمّہ داری لیں اور ان کے لیے استغفار فرمائیں۔ اللہ تو ہے ہی بخشنے والا مہربان۔ (الممتحنہ، آیت: ۱۲)

☆ یا بناتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم صرف اپنے گھر کے اندر خاوند کے لیے زیب و زینت کر سکتی ہو مگر پھر بھی ناخنوں پر نیل پالش کی اجازت نہیں۔ کیونکہ بوجہ تہہ دار ہونے کے بوقت وضو اور غسل جسم تک پانی نہ پہنچے گا۔ تو نہ وضو صحیح نہ غسل تو پھر نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔

☆ نماز کی حالت میں ایسی چادر جس سے سر کے بال نظر نہ آئیں تمام جسم پر اوڑھ کر کمرہ کے اندر نماز پڑھوحتیٰ کہ کان بھی چھپے ہوں اور پاؤں کے ٹخنے بھی، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ صرف چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلے رہ سکتے ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیو! یہ چادر اور پردہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا ہے، خبردار اسے نہ اتارنا۔

☆ بحالتِ نماز قمیض کے بازو ہاتھ کے گٹوں تک ہوں ورنہ نماز ادا نہ ہوگی۔

☆ کان اور ناک کے زیور کی صورت میں وضو اور غسل کی حالت میں ہلانا اور پھیرنا لازمی ہے ورنہ اندر کی جگہ خشک رہ جائے گی تو وضو اور طہارت نہ ہوں گے تو نماز بھی ادا نہ ہوگی۔ نیز ہاتھ کے چھلّے اور انگوٹھی کا بھی یہی حکم ہے۔

☆ لڑکیوں اور عورتوں کا ناپاکی اور طہارت کے مسائل سے واقف ہونا ازحد لازمی ہے۔

☆ اے بناتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

قَالَ نَبِيُّكُمْ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ.

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیو! تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے عورتو! صدقہ کرو۔ صدقہ کرو۔ کیونکہ میں نے جہنم میں تمھاری اکثریت دیکھی۔

حافظ محمد زبیر خلجی

مسلمان کی دعا

تو اپنی محبت مجھے بھی عطا کر — کہ رکھوں تجھے اپنے دل میں جا کر
میں ہر حکم تیرا بجا لاؤں ہر دم — جہاں میں رہوں خود کو تجھ پر مٹا کر
بنا لوں تیری چاہتوں کو میں چاہت — غضب سے تیری رکھوں خود کو بچا کر
میرا جینا مرنا ہو تیرے لئے ہی — تو اپنی رضا ہی میں میری رضا کر
بُلاتے ہیں لوگوں کو تیری طرف جو — مجھے بھی اُسی حزب کا ہم نوا کر
اذاں سنتے ہی جو چلیں تیرے گھر کو — قدم اُن کے قدموں سے رکھوں ملا کر
زُباں وہ ہی بولے جو تیری رضا ہو — نظر کو مَعاصی سے رکھوں بچا کر
شمع میرے ایماں کی تیرے حوالے — کہ بادِ مخالف نہ رکھ دے بجھا کر
نہ جانے میں کس کس کا بندہ بنا ہوں — مجھے رکھ فقط اپنا بندہ بنا کر
اِلٰہی گزارش ہے عرفان اپنا — مجھے دے کے روشن صراطِ ھُدیٰ کر
سنا ہے کہ مومن کا دل تیرا گھر ہے — کرم کی تو بس مجھ پہ بھی انتہا کر
مجھے جب ہے اُمّید تیرے ہی در سے — تجھی سے کہوں گا اِلٰہی تو ہاں کر

زبیرؔ اِس دعا کی تو تکمیل کر دے
دو چار آنسو اشکِ ندامت بہا کر

محمد سلمان قریشی

نعتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نہ کچھ گلاب میں خوشبو نہ کچھ بہار میں ہے
جو بات خاص نبوتؐ کے تاجدار میں ہے

نہ گل، نہ سنبل و ریحاں نہ یاسمین میں کچھ
جو خوشبو اُنؐ کے پسینے کے تار تار میں ہے

خزاں رسیدہ نہ ہوگا یہ اک حقیقت ہے
میرے نبیؐ کا چمن تو سدا بہار میں ہے

وہ جس نے مجھ کو شعورِ حیات سکھلایا
ہر ایک لمحہ میری چشمِ گریہ زار میں ہے

گئے جو عرش پہ آقاؐ ملک بھی حیراں ہیں
کہ آج عالمِ کُن کس لیے قرار میں ہے

نہیں وہ مومنِ کامل بقولِ سرورؐ دیں
کہ جس کے دل میں کمی کوئی مجھ سے پیار میں ہے

لگا کے قفل نبوت کے باب پر رب نے
بتایا منصبِ عالی میرے حصار میں ہے

نہ بعد آقاؐ کے آئے گا کوئی بن کے نبیؐ
یہ دسترس میں کسی کے نہ اختیار میں ہے

میرے نبیؐ کے صحابہؓ ستاروں جیسے ہیں
وہ کامیاب ہے ان کے جو پیروکار میں ہے

نبیؐ کے ساتھ میں سوئے ہوئے ہیں گر صدیقؓ
تو پھر عمرؓ بھی وہیں پاس کے مزار میں ہے

نبیؐ نے تجھ کو عطا کیں رقیہؓ اور کلثومؓ
غنیؓ یہ فخر بھی شامل تیرے وقار میں ہے

حسنؓ، حسینؓ ہوں یا ہوں معاویہؓ و علیؓ
سبھی کی خوشبو نبوت کے مرغزار میں ہے

مجھے بھی عشقِ محمدؐ کا فیض کر دے عطا
ہر ایک چیز خدا تیرے اختیار میں ہے

یہ بارگاہِ رسالتؐ ہے سر اٹھا کے نہ چل
یہ جان لے تو اے سلمانؔ کس دیار میں ہے

یوسف طاہر قریشی

نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سارے نبیوں کے سلطاں ہمارے نبی ﷺ — اور رشکِ رسولاں ہمارے نبی ﷺ
ہیں گلستان کی مانند سب انبیا — اور بوئے گلستاں ہمارے نبی ﷺ
ہیں مثالِ کواکب سبھی انبیا — ماہتابِ درخشاں ہمارے نبی ﷺ
سارے نبیوں کی تعلیم قرآن میں — اور تصویرِ قرآں ہمارے نبی ﷺ
وہ جو پہنچے ''قاب قوسین'' تک — وہ ہیں تفسیر قرآں ہمارے نبی ﷺ
کیا عجب شان ہے ''خاتم الانبیاء'' — ہم پہ رب کا ہیں احساں ہمارے نبی ﷺ
چار دانگِ جہاں میں کھلاتے رہے — باغ قرآں کی کلیاں ہمارے نبی ﷺ
یوں تو سارے نبی ہی اولوالمرتبت — سارے نبیوں میں ذیشاں ہمارے نبی ﷺ
زلف ''واللّیل'' اور چہرہ ہے ''والضحیٰ'' — ہیں حسینِ حسیناں ہمارے نبی ﷺ
ان کی پہچان سے رب کی پہچان ہے — رحمتِ حق کا عرفاں ہمارے نبی ﷺ
کون کہتا ہے ''مفلس ہیں ہم'' کہ ہمیں — دے گئے کنزِ ایماں ہمارے نبی ﷺ

راہِ فردوس طاہرؔ ہمارے لیے
کر گئے خوب آساں ہمارے نبی ﷺ

اعتذار

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے گزشتہ ماہ کے شمارہ کے صفحہ 14 پر ایک لفظ کتابت کی غلطی سے ''شیخی خورہے'' لکھا گیا اور اس کی نسبت غیر ارادی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگئی (نعوذ باللہ) اصل لفظ ''شیخی خورے'' ہے قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

پروفیسر خالد شبیر احمد

منقبت خلیفۂ راشد، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

چرچا ہے فرش و عرش پہ جس جاں نثار کا
اک نام ہے، نام حسنؓ ذی وقار کا

اُن کے جلو میں خیریتِ صبح و شام تھی
رستہ ہے جن سے دیں میں رُکا انتشار کا

دھڑکن ہر ایک دل کی خیالوں پہ حکمراں
کس اوج پر ہے رتبہ شہِ کامگار کا

اُن کے بھی دم قدم سے ملا دین کو فروغ
باعث ہے جن کا نام دلوں کے قرار کا

بعد از علیؓ، حسنؓ ہی تو ملّت کا مان ہیں
سر جن کے در پہ خم ہے ہر اک تاجدار کا

انسانیت کو ناز ہے جن کے خلوص پر
سایہ تھا جن پہ رحمتِ پروردگار کا

تھا گفتگو میں حُسن تو حرفوں میں بانکپن
لفظوں میں تھا شکوہ کسی آبشار کا

دامن پہ اُن کے داغ نہ دھبہ کہیں پہ تھا
صدق و صفا بھی آئینہ اُن کے شعار کا

دیں کے لیے نثار کیا اپنی ذات کو
پرچم بلند کر دیا دیں کے وقار کا

لکھا ہوا ہے لوحِ صداقت پہ اُن کا نام
گُن گاتا ہے زمانہ اُسی طرحدار کا

تھے شانِ حیدری کی جلالت کے بھی امیں
ہر حرف جن کا ترجماں دیں کے شعار کا

ہر وصف ہر کمال کہے اُن کا برملا
بے شک ہیں عکس آپ علیؓ نامدار کا

تربیتِ بتولؓ کے معیار کو سلام
یہ سب صلہ تھا اُن کی نگہِ نور بار کا

نانا کی پیش گوئی پہ پورے اُتر گئے
پاسِ وفا تھا آپ کو دیں کے وقار کا

حق میں معاویہؓ کے خلافت بھی چھوڑ دی
لشکر بھی ساتھ اُن کے تھا ستر ہزار کا

اُن کی شجاعتوں کے ترانے فضاؤں میں
شہرِ جہاد بھی ہے اُسی شہر یار کا

ٹوٹے دلوں کو جوڑا اُن کے خلوص نے
کتنا بڑا ہے کام دُرِّ تابدار کا

سورج ہے اُن کے حسنِ جہاں تاب کا اسیر
اور چاند عکس اُن کے رُخِ ضَو فشار کا

پھولوں کے رنگ سارے ودیعت ہے آپ کی
ہر گل پہ ہے نکھار اُنھی کے نکھار کا

گزرے جہاں کہیں سے بہاروں میں رُت ڈھلی
ساری حیات جن کی تھی جھونکا بہار کا

خالدؔ کے دل کی دھڑکنیں اُن کو کہیں سلام
باعث ہے اُن کا عشق جذب و خمار کا

پروفیسر خالد شبیر احمد

امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

بے شک معاویہ ہیں صحابیِ حضور کے
چرچے ہیں جن کے آج بھی فہم و شعور کے

حاصل تھا حکمرانی میں اُن کو بڑا کمال
غیرت میں منفرد تھے حمیت میں بے مثال

اُن کے شکوہِ ذات کی تاریخ ہے گواہ
نام اُن کا لب پہ آتے ہی دل بولے واہ، واہ

صرفِ نظر تھا شیوہ اُن کا درگزر سے کام
ازبر اُنھیں رموزِ سیاست بھی تھے تمام

جلتا تھا اُن کی روح میں توحید کا چراغ
رمز آشنا تھا قلب تو رمز آشنا دماغ

تھے کاتبِ کلامِ الٰہی سو تھے، امیں
حُبِّ نبی نے اُن کو بنایا وکیلِ دیں

جن کے ایماں کو کر لیا حضور نے قبول
پھر دل میں اُن کی یاد کے کھل جائیں کیوں نہ پھول

رتبے میں ہر ولی سے بھی آگے ہے اُن کا نام
قربِ حضور پاک سے ملتا ہے یہ مقام

فکر و نظر میں اُن کے تھی حکمت کی روشنی
جھلکے تھی اُن کی سوچ سے عظمت کی چاندنی

محفل میں جب بھی ہوتے تھے وہ محوِ گفتگو
لگتا تھا نور پھیلا ہوا ہے چہار سو

تھیں دل میں اُن کے دینِ مبیں کی حرارتیں
ہیں اُن کے حق میں آپ کی بیّن بشارتیں

شعر و سخن میں طاق تو ذوقِ نظر بلند
وہ دینِ مصطفیٰ کے ہیں فرزندِ ارجمند

خوش رُو تھے خوش لباس تھے وہ خوش خصال تھے
جود و سخا کے وصف سے بھی مالا مال تھے

ملّت کے فرد فرد کے دل میں ہے اُن کی چاہ
اُن سے رسول پاک کو اُلفت تھی بے پناہ

حق گو تھے، حق پسند تھے، حق آشنا تھے
صدق اُن کے ساتھ تھا اور باصفا تھے وہ

وہ فردِ لاجواب تھے، وہ حلم کا نشاں
اُن کے شعور و شوق کی دلکش ہے داستاں

افواجِ بحریہ کے بھی سالارِ اوّلیں
جنت کے جن کے واسطے وعدے ہیں بالیقیں

ابلیس خود جو آئے اُٹھائے نماز کو
کم عقل ہے جو سمجھے نہ اس کھلے راز کو

وہ اک نشانِ سطوت و شوکت کا نام ہیں
قرطاسِ آسمان پہ حرفِ دوام ہیں

جو بھی ہوا حضور کی صحبت سے سرفراز
خالدؔ کو اس پہ فخر ہے شبیر کو ہے ناز

شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

صدر احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

(یکم جون ۱۸۹۷ء — ۲۱/جون ۱۹۶۷ء)

ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرارِ اسلام کے بانی رہنماؤں میں سے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کے ساتھ جدوجہدِ آزادی کا کٹھن سفر شروع کیا اور ۲۱/جون ۱۹۶۷ء کو سفر آخرت پر روانہ ہونے تک وہ احرار کے ساتھ وابستہ رہے۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم بھی احرار میں اُن کے ہم سفر رہے۔ شیخ صاحب مرحوم کے انتقال پر ''ہفت روزہ چٹان'' میں اُن کا یہ تاثراتی مضمون شائع ہوا۔ اس میں واقعاتی جھلک بھی ہے اور تاریخ کی بازگشت بھی۔ (مدیر)

۲۱/جون کو چھ بجے صبح مجلس احرار اسلام پاکستان کے صدر شیخ حسام الدین واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت ان کی عمر ۷۱ اور ۷۲ برس کے درمیان تھی۔ مرحوم ایک زمانہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ آخر پیمانہ عمر لبریز ہو گیا۔ ۲۰/جون کی شام کو گھر سے نکلے، اپنے ایک دوست کے ہاں گئے لوٹے تو نبض کا توازن ٹوٹ رہا تھا۔ ٹھہری ہوئی بیماری نے قدم اٹھایا ایک بجے شب اعزہ میو ہسپتال میں لے گئے، چھ بجے صبح دم توڑ دیا اور اس طرح قربانی وایثار، جرأت واستقامت اور حوصلہ واعتماد کا ایک باب ختم ہو گیا۔

شیخ صاحب نے جس دور میں سیاسیات کا سفر شروع کیا اِس دور کو اس کا اندازہ ہی نہیں۔ کیا لوگ تھے وہ، جو برطانوی استعمار کے خلاف سر پہ کفن باندھ کر نکلے تھے اور کیا زمانہ تھا کہ اس آزادی کے حصول کی نیو رکھی گئی۔ شیخ صاحب اس عظیم قافلہ کے برگزیدہ رہنماؤں کی یادگار تھے۔ ان کا وجود ان تحریکوں کا سرمایا تھا جنھیں اس زمانے کے لوگ پہچانتے ہی نہیں، وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا دل اسلام کے لیے دھڑکتا رہا۔ اب وہ افراد رہے نہ جماعت اور نہ وہ دل ہی رہے نہ دھڑکیں! اس دور میں بہت کچھ ہے لیکن وہ لوگ نہیں جن کے پہلو میں دھڑکتا ہوا دل ہو، آزادی کا ولولہ ہی جاتا رہا ہے۔ پرانی قدریں بدل گئی ہیں اور ان کی جگہ جو نئی قدریں پیدا ہوئی ہیں ان کا حدود اربعہ ہی مختلف ہے۔

سوال شیخ حسام الدین کا نہیں یہ لوگ تو اب جا رہی رہے ہیں۔ ایک آدھ چراغ کسی گمشدہ طاق پر جل رہا ہے تو موت کی صرصر اسے بھی بجھا دے گی۔ اصل سوال اس روایت کا ہے جس کو ان لوگوں نے اپنے خون جگر سے پیدا کیا اور جس کے ادا شناسوں سے یہ زمانہ خالی ہو چکا ہے۔ ان لوگوں کو اسلام کو گزند پہنچا یہ ماہی بے آب ہو گئے، آج اسلام تفسیروں کی زد میں ہے۔ قیادت کی کلاہ ان لوگوں کے سر پر بندھی ہوئی ہے جن کی سیاسی پیدائش اتفاقی اور حادثاتی ہے۔ جنھیں معلوم ہی

نہیں کہ جس آزادی سے وہ متمتع ہو رہے ہیں اس کا خمیر کن لوگوں کے خون سے تیار ہوا تھا۔

زمانہ نیا، داستانیں نئی

شیخ صاحب اور ان کے ہمرائیوں کو جس زمانہ سے اب گزرنا پڑا حقیقتاً وہ زمانہ ان کے لیے نیا تھا اور وہ اس زمانے کے لیے پرانے تھے۔ دونوں میں سنگم نہ ہو سکا، زمانے کی بے بصری اور ان کی تیز قدمی میں تصادم رہا۔ نتیجتاً سیاسیات کے اس بیاباں میں وہ اجنبی ہو گئے۔ نئی پود کے لیے بھی وہ اجنبی ہی تھے۔ کوئی نہیں جانتا وہ کیا تھے اور ان کے جنون وشوق کی وسعتیں کہاں تک تھیں۔ ان کا زمانہ پہلے مر گیا، انھوں نے بعد میں وفات پائی۔

(تلخ نوائی معاف) آزادی کے بعد اقوام وملل کے حوصلے صیقل شمشیر ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے یہاں حوصلے دولخت ہو چکے بلکہ ان کی خاکستر اُڑ رہی ہے۔ لوگ شراروں سے ڈرتے اور سایوں سے بھاگتے ہیں، زمانہ تھا کہ لوگ آگ میں کودتے اور کلمۃ الحق کی پشتیبانی کرتے تھے۔

شیخ صاحب کا سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ بڑے ہی بہادر انسان تھے۔ پندرہ بیس برس میں ان کا سارا قافلہ منتشر ہو گیا۔ چودھری افضل حق بہت پہلے اللہ کو پیارے ہو گئے، چودھری عبدالعزیز بیگووالیہ کو قضا کھا گئی۔ آزادی کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن (لدھیانوی) رخصت ہوئے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو بلاوا آ گیا، قاضی احسان احمد جواں مرگ ہو گئے اور شیخ صاحب؟

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

اس گئے گزرے دور میں بھی پرانا دم خم باقی تھا۔

حسین شہید سہروردی کے ساتھ عوامی لیگ میں ہو گئے، ایک دن سہروردی صاحب نے ان سے کہا:

''شیخ صاحب سکندر میرزا (تب صدر مملکت) کو احرار کے بارے میں غلط فہمی ہے، میں نے کوشش کی ہے کہ اس کا ذہن صاف ہو جائے لیکن آپ کی اس سے ملاقات مفید ہو گی۔''

غرض شیخ صاحب اور ماسٹر تاج الدین انصاری، اسکندر میرزا سے ملاقات کے لیے گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں گئے، اسکندر میرزا اپنے صدارتی جاہ وجلال کے ساتھ برآمد ہوا اور شاہانہ بے نیازی کے ساتھ فروکش ہو گیا۔ ڈاکٹر خان صاحب صوبہ (مغربی پاکستان) کے وزیر اعلیٰ ہمراہ تھے۔ سہروردی نے میرزا سے کہا:

''دونوں احرار رہنما شیخ صاحب اور ماسٹر جی آئے ہیں''

میرزا نے حقارت سے جواب دیا:

”احرار، پاکستان کے غدار ہیں“

ماسٹر جی ٹھنڈی طبیعت کے مالک کہنے لگے:

”غدار ہیں تو پھانسی پر کھنچوا دیجئے لیکن الزام کا ثبوت ہونا چاہیے۔“

اسکندر میرزا نے اسی رعونت سے جواب دیا۔

”بس میں نے کہہ دیا کہ احرار غدار ہیں۔“

ماسٹر جی نے تحمل کا رشتہ نہ چھوڑا لیکن اسکندر میرزا نے سرکش گھوڑے کی طرح پٹھے پر ہی ہاتھ دھرنے نہ دیا وہی ژاژ خائی۔

شیخ صاحب نے غصہ میں کروٹ لی میرزا صاحب کیا کہا آپ نے؟

میں نے؟

جی ہاں!

احرار پاکستان کے غدار ہیں میرزا نے مٹھی بھینچتے ہوئے کہا۔

شیخ صاحب کہاں رکتے، گورنمنٹ ہاؤس، گورنر موجود، وزیر اعلیٰ موجود، وزیر اعظم موجود، صدر مملکت کی بارگاہ میں فوراً جواب دیا:

”احرار غدار ہیں کہ نہیں؟ اس کا فیصلہ ابھی تاریخ کرے گی۔ تمھارا فیصلہ تاریخ کر چکی ہے کہ تم غدار ہو، تمہارے جدامجد میر جعفر نے سراج الدولہ سے غداری کی تھی۔ تم اسلام کے غدار ہو۔“

ڈاکٹر خان صاحب نے شیخ صاحب کو آغوش میں لیا اور اسکندر میرزا سے پشتو میں کہا:

”میں نے تمھیں کہا تھا ان لوگوں کے ساتھ شریفانہ لہجے میں بولنا، یہ بڑے بے ڈھب لوگ ہیں۔“

ظاہر ہے کہ بلی ایک ہی جھٹکے میں سپرانداز ہو جاتی ہے۔ یکا یک اس کا لب ولہجہ ہی بدل گیا۔ اور یہ تھے شیخ حسام الدین، افسوس کہ جرأت و مردانگی کی تمام تصویریں یکے بعد دیگرے ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں۔ آمین۔

(چٹان، ۲۶/جون ۱۹۶۷ء)

پروفیسر خالد شبیر احمد قسط:۳۶

ورق ورق زندگی

صحرائی صاحب سے ملاقاتیں:

پروفیسر فروغ جلیل اپنے کمرے میں بیٹھتے تھے کبھی کبھی اُن کے ساتھ بھی ملاقات ہوتی تھی، اُن کا تعلق ایک دینی گھرانے کے ساتھ تھا۔ اُن کے بڑے بھائی جن کا نام اب میرے ذہن سے اتر چکا ہے، صحافی تھے۔ اپنے نام کے ساتھ قریشی کا اضافہ بھی کرتے تھے۔

فروغ جلیل صاحب بھی طیب قریشی کے قریبی دوستوں میں تھے اور کبھی کبھی طیب صاحب کے کمرے میں ہمارے درمیان بھی آ بیٹھتے۔ انتہائی ملنسار اور دھیمے مزاج کے تھے جب بات کرتے تو جی چاہتا کہ اُنھیں توجہ سے بس سنا جائے۔ اُن کی رہائش بھی شہر کی سب سے بڑی مسجد صادق کے ساتھ تھی۔ میں کبھی کبھی فروغ صاحب کے گھر بھی چلا جاتا تھا۔ اُن کے والد صاحب جن کو صحرائی صاحب کے نام سے ہی پکارا جاتا تھا، وہ بھی ہمارے درمیان آ بیٹھتے، اور بات چیت میں شریک ہو جاتے۔ جب بھی میں اُن کے گھر جاتا وہ مجھے دیکھتے تو کہتے ’’وہ احراری پروفیسر آ گیا‘‘، لیکن انتہائی شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ اکثر اُن سے تحریک پاکستان میں مجلس احرار اسلام کے نظریہ و کردار پر گفتگو ہوتی۔ اُن کا تعلق مسلم لیگ کے ساتھ رہا تھا۔ اس لیے اُن سے خوب گرما گرم بحث ہوتی تھی لیکن انتہائی اچھے انداز میں۔ میں اپنے بزرگوں کی طرح اُن کی عزت کرتا اور وہ اپنے بچوں کی طرح مجھ سے پیار کرتے۔ وہ مجھے اب بھی یاد آتے ہیں تو اُن کی شفقت اور محبت کے بہت سے گہرے تأثرات میرے حافظے کو گھیر لیتے ہیں۔ ایک دن وہ مجھے کہنے لگے کہ:

’’بیٹے! میں تمھارے ساتھ دل لگی کے طور پر بحث کرتا ہوں، جو کچھ اکابر احرار قیام پاکستان سے پہلے پاکستان کے بارے میں کہتے تھے وہ سچ تھا۔ ہم ہی اسلام کے نام پر ان مسلم لیگ والوں سے دھوکا کھا گئے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک واقعہ سنایا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی آخری بار یہاں بہاول پور میں آئے تو شدید نوعیت کے بخار میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ایک دن ہم سب عقیدت منداُن کی چارپائی کے اردگرد بیٹھے تھے، (میں بھی اُن کی وجہ سے ہی مسلم لیگ میں شامل ہوا تھا اور اُن کے عقیدت مندوں میں ہی شمار ہوتا تھا) تو اپنے عقیدت مندوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ اگر میں یہیں بہاول پور میں فوت ہو جاؤں تو مجھے یہیں پر دفن کر دینا۔ اس پر ہم نے جواباً کہا کہ حضرت آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا کرے اور آپ کی زندگی دراز ہو، آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے۔ کہنے لگے کیا شفا اور کیا زندگی؟ میں تو اس دن ہی مر گیا تھا جب مجھے لیاقت علی خان نے یہ کہا کہ مولانا اب آپ ہمیں مشورے نہ دیا کریں، اپنے گھر آرام کریں اور ہمیں جب آپ کے مشوروں کی ضرورت ہوگی آپ کے ہاں آ کر آپ سے مشورہ لے لیا کریں گے‘‘۔

یہ کہتے ہوئے صحرائی صاحب کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے اور میں بھی حیران ہو گیا کہ ایسا بھی ہوا

ہم　فریب　آرزو　میں　آ　گئے
دیدہ　و　دانستہ　دھوکا　کھا　گئے

طیب قریشی صاحب بڑے وضع دار شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے مضمون کے علاوہ اُن کا اردو ادب کے ساتھ بھی اچھا اور خوب تعلق رہا اور اب بھی ہے۔ وہ میرِ محفل تھے، انتہائی مخلص اور ملنسار، کالج کے اندر بھی اُن کا خاص مقام و مرتبہ تھا۔ جتنے بھی پروفیسر حضرات میری موجوگی میں کالج آئے سبھی اُن کا احترام کرتے تھے۔ پھر شہر کے اچھے لوگوں کے ساتھ اُن کے بہترین تعلقات اور لوگ اُن کے نام سے آشنا تھے۔ جدھر جاتے لوگ اُن کے احترام میں سر جھکا دیتے۔ عموماً یہ دیکھا گیا کہ پروفیسروں کا زیادہ تعلق کالج کے دوسرے پروفیسروں تک ہی محدود رہتا ہے لیکن طیب قریشی جتنے کالج کے اندر مقبول تھے اُس سے کہیں زیادہ شہر کے لوگوں کے دلوں میں اُن کا احترام تھا۔ ٹیبل ٹاک میں بھی اُن کا کوئی جواب نہیں تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اُن سے تعلق بڑھتا گیا اور اب بھی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں جہاں بھی رہا اللہ تعالیٰ نے بہت ہی افاضل اور اخیار کی رفاقت نصیب فرمائی۔

پروفیسر عطاء اللہ اعوان اور میرے درمیان قدرِ مشترک امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ سے عقیدت و محبت تھی۔ ہم دونوں جب اکیلے ہوتے تو ایک دوسرے کو امیر شریعت کے ہی واقعات سناتے رہتے اور اس طرح کبھی کبھی ہم دونوں کی آنکھوں سے اُن کی غیر معمولی محبت اور شفقت جو انھوں نے ہمارے ساتھ روا رکھی آنسو بن کر ہمارے دل و دماغ کو ہی نہیں بلکہ ہماری روح تک کو دھو کر معطر کر دیتی۔ حضرت امیر شریعت کے کچھ واقعات میں نے ان سے سنے اور کچھ باتیں مرشدی امیرِ شریعت کی اُنھوں نے مجھ سے سُنیں۔ مزاج کے اعتبار سے بھی انتہائی مخلص اور طرح دار ہیں یعنی اُن کی شخصیت میں انفرادیت ہے۔ فقر پر ناز، دین سے لگاؤ اور عزم میں پختگی۔ ایک دفعہ جو راہ راست پر آئے تو پھر پاؤں نہیں ڈگمگائے، سارا خاندان قادیانی، یہ ایک مسلمان۔ کہتے تھے کہ

''مجھے اپنے خاندان والوں سے دھمکیاں بھی ملیں اور لالچ بھی دیا گیا۔ لیکن میں نے نہ دھمکیوں کی پرواہ کی اور نہ ہی اُن کے لالچ میں آیا اور یہ سب اللہ کا کرم تھا اور ہے۔ ایک دن میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا عمر کے اُس حصہ میں آپ نے جو فیصلہ کیا تھا اس کا محرک صرف امیر شریعت کی تقریر ہی تھی یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی تھا؟ کہنے لگے کہ صرف امیرِ شریعت کی تقریر ہی تھی یا شاید یہ بات بھی ہو کہ سکول میں میرے ہم مکتب میرے بارے میں دوسرے طالب علموں سے یہ کہتے کہ یہ عطاء اللہ اعوان مرزائی ہے۔ جب میں سنتا تو مجھے محسوس ہوتا کہ مرزائی ہونا کوئی بری بات ہے کہ مجھے مرزائی کہتے ہیں۔ یہ ایک بات اس تقریر کے علاوہ ہے۔ لیکن وہ تقریر تو میرا کام کر گئی۔ مجھے اس تقریر کے دوران یوں محسوس ہوتا تھا کہ میں جہنم میں ہوں اور وہ سامنے مجھے جنت بلا رہی ہے''۔

اور پھر میں نے دیکھا کہ ماشاء اللہ اُن کی اولاد سعادت مند اور لائق ہوئی، بچیاں ڈاکٹر، داماد صالح اور شریف، عمدہ فراخ رہائش گاہ، ذاتی سواری، غرض اللہ نے خوب نوازا۔ اس تحریر سے دو دن پہلے میری اُن سے فون پر بات ہوئی تو

کہنے لگے کل عمرے پر جا رہا ہوں تمھارے لیے دعا کروں گا۔ میں نے کہا کہ اب بس کر دو، کہنے لگے بس کیوں کروں وہ بلاتے ہیں میں کیوں نہ جاؤں۔ میں نے پوچھا کتنی بار جا چکے ہو؟ گن کر بتایا تیرھواں عمرہ ہے اور پانچ حج کیے ہیں، اللہ قبول کرے۔ میں نے جواب میں کہا کہ اللہ نے ایمان پر ثبات کے ساتھ جمے رہنے کا بدل تو تمھیں دنیا میں ہی دے دیا ہے۔ دُعا ہے کہ آئندہ جہان میں بھی اللہ پاک اُنھیں اور مجھے ہمارے مشترک محبوب حضرت شاہ جی کی رفاقت میں جنت الفردوس سے نوازیں اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرے۔ (آمین)

اشترا کی دوستوں سے بحث ومباحثہ:

عابد صدیق جب رحیم یار خان سے تبدیل ہو کر آئے تو اچھے خاصے خود بھی تبدیل ہو چکے تھے۔ لباس میں تو تبدیلی آئی تھی۔ اندازِ فکر بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ سر پر موٹے کپڑے کی دستار، پینٹ کوٹ چھوڑ چھاڑ کے شلوار قمیص لباس تھا۔ موسیقی کو بھی انھوں نے آہستہ آہستہ چھوڑ دیا تھا۔ چہرے پر داڑھی کا اضافہ ہو چکا تھا۔ بعض اوقات لکڑی کی کھڑاویں ڈالے بھی کالج میں آ جاتے تھے۔ جن کے من میں سب کچھ ہوتا ہے وہ اپنے تن کی زینت پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ بہر حال اس تبدیلی کے باوجود شعر وسخن کے ساتھ وہی تعلق رہا۔ جو ہم سب کے لیے بڑی خوشی کی بات تھی۔

عابد صدیق، اسلم انصاری، اسدا ریب، سہیل اختر ہمارے کالج کے شاعر تھے۔ جن سے اکثر کلام سن کر ہم لطف اندوز ہوتے۔ بہاول پور شہر میں بھی مشاعروں کا اہتمام ہوتا تھا۔ یہ مشاعرے تابش الوری کے مکان پر ہوتے۔ ظہور نظر ملک کے مشہور شاعر تھے اُن سے بھی ملاقاتیں رہیں۔ لیکن یہ ملاقاتیں شہر کے کسی ہوٹل میں ہی ہوتی تھیں۔ سوشلسٹ ذہن کے تھے، ان کے ساتھ خوب بحث ہوتی۔ عقل اور عشق کی اس بحث میں عموماً عشق کے سامنے عقل اپنا سر جھکا ہی لیتی تھی۔ بہاول پور میں میرا واسطہ اشترا کی دوستوں سے اکثر پڑتا رہتا تھا۔ کالج میں نواز قاسمی اور بعد میں آنے والے اشترا کی رشید الزماں سے بھی مباحثے ہوتے۔ یہ دونوں حضرات مجھے یہ طعنہ دیتے کہ تم لوگ یعنی دین والے اندھے عقیدوں کے تحت زندگی بسر کرتے ہو زندگی کے بارے میں آپ لوگوں کی ''اپروچ'' ریشنل نہیں ہے۔ عقل سے کام نہیں لیتے اور عقیدے کے پیچھے بھاگتے رہتے ہو۔ ایک دن طیب قریشی کے کمرے میں اس پر خوب بحث ہوئی۔ میں نے جواب میں کہا تمھارا یہ مؤقف بھی تمھاری غلط فہمی ہے۔ ہماری اپروچ ہی ریشنل ہے۔ ہم ایک ایسی شخصیت کی ہر بات کو دل ودماغ کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہیں کہ جس کے بارے میں اس شخصیت کی شدید مخالفت کرنے والوں نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے، اُنھیں جادوگر کہا گیا، ان کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، طائف کی گلیوں میں اُن پر پتھروں کی بارش کی گئی، گزرتے ہوئے ان پر گندگی پھینکی گئی، شعبِ ابی طالب میں خاندان سمیت اُنھیں قید کیا گیا، حرم کعبہ میں سجدے کی حالت میں اُن پر اُونٹ کی اوجھڑی ڈال دی گئی۔ لیکن اس کے باوجود اُنہیں صادق بھی کہا گیا اور امین بھی، اب آپ لوگ بتائیں کہ ایسے شخص کی ہر بات کو تسلیم کرنا اور اس کی ہر بات کو عقیدے کا جز بنا لینا کیا عقل کی بات نہیں ہے؟ پھر بقول آپ کے اس زندگی جو موت پر ختم ہو جاتی ہے کے بعد اگر آخرت کی زندگی بقول آپ کے نہیں ہے، نہ دوزخ نہ جنت، نہ حساب

نہ کتاب، نہ محشر نہ کوئی اور شے، تو ہم جن کا ان سب باتوں پر یقین ہے اور یہ سب کچھ ہمارے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے تو ہمیں کیا فرق پڑے گا۔ جہاں آپ مٹی کے ذروں میں تبدیل ہو کر پڑے ہوں گے یہیں ہم بھی ہوں گے اور اگر اس کے برعکس وہ سب کچھ جو ہم اپنے عقیدے کی بنیاد پر یقین رکھتے ہیں مرنے کے بعد ہوا تو پھر آپ وہاں پر کیا جواب دیں گے؟ اب ان دونوں علیحدہ علیحدہ مؤقف کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں میں سے کون سی زندگی عقل کے مطابق ہے اور کون سی زندگی عقل کے خلاف ہے۔ اس کا فیصلہ یہاں بیٹھے ہوئے احباب کر لیں کیونکہ آپ لوگوں کو تو اس خدا نے اس بات کی توفیق ہی نہیں دے رکھی کہ عقل کی کوئی بات تسلیم کر لو۔ وہاں پر سب پروفیسر میری اس بات کی حمایت میں تھے اور ان دونوں حضرات سے اس بات کا تقاضا کر رہے تھے کہ اب بتاؤ تمھاری زندگی ریشنل ہے یا پھر وہ زندگی جو کسی عقیدے اور کسی پر ایمان لانے والوں کی زندگی ہے وہ ریشنل ہے، تو ان دونوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کے بعد یہ بحث ختم ہو گئی کہ ہم مسلمانوں کی زندگی ریشنل ہے۔ عقل کے مطابق ہے یا پھر نظریہ اشتراکیت اور دہریت پر یقین رکھنے والوں کی زندگی عقل کے مطابق ہے۔ ایسی کئی بحثیں وہاں پر ہوتی تھیں۔ جس کے لیے میں ان اشتراکی دوستوں کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری دینی غیرت وحمیت کو برقرار رکھنے میں میرے ساتھ تعاون کیا۔

عابد صدیق کی تبدیلی کی وجہ:

بات عابد صدیق کی ہو رہی تھی کہ اُن کی زندگی ملتان میں بسر ہونے والی زندگی کے بالکل برعکس تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بچوں کی پیدائش کے بعد اُن اہلیہ اکثر بیمار رہنے لگ گئی تھیں۔ چار پائی سے اٹھنے کے قابل نہ رہیں تو گھر کا سارا کام عابد کو کرنا پڑتا تھا۔ بچوں کی دیکھ بھال، پرورش، بچوں کا کھانا وغیرہ وہ خود ہی پکاتے تھے۔ کپڑے اور برتن بھی خود دھونا اور گھر کی صفائی کرنا اُن کے فرائض میں شامل تھا۔ لیکن کمال یہ ہے کہ ان گھریلو ذمہ داریوں کے باوجود کالج میں بھی وہ اپنے فرائض سے غافل نہ رہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے اپنے بچوں کی پرورش خود کی اور وہ تمام ذمہ داریاں جو بچوں کی طرف سے ان کی والدہ پر عائد ہوتی تھیں وہ عابد صدیق نے سرانجام دیں تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہی وہ ریاضت تھی جس نے اُن کا رخ معرفت اور تصوف کی طرف موڑ دیا اور انھوں نے اپنی پہلی زندگی کو خیر باد کہہ کر ایک نئی زندگی اختیار کر لی تھی۔ اسی دوران اُن کا تبلیغی جماعت سے بھی تعلق قائم ہو گیا۔ وہ بڑے ذوق وشوق کے ساتھ ان کے اجتماعات میں شرکت کرتے اور کبھی کبھی وقت نکال کر اُن کے ساتھ تبلیغ کے لیے بھی نکلتے تھے۔

رائے ونڈ حاضری:

میری فیصل آباد تبدیلی کے بعد وہ بہاول پور سے طیب قریشی اور پروفیسر عطاء اللہ اعوان کے ساتھ میرے پاس فیصل آباد آئے اور مجھے ''گرفتار'' کر کے رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں لے گئے۔ ایک رات وہاں پر قیام اور پھر دعا میں شرکت میری زندگی میں انھی کی وجہ سے ممکن ہوئی۔ واپسی پر جب ہم کوٹ عبدالمالک پہنچے عشاء کی نماز کا وقت تھا تو ایک گرانڈیل کتے سے ہماری کار کی ٹکر ہو گئی جس سے ہماری کار کا جو پروفیسر طیب قریشی کی ملکیت تھی ''ریڈی ایٹر'' تباہ ہو گیا اور

کار سفر کے قابل نہ رہی۔ مجبوراً ہمیں سڑک کے کنارے ہی رات بسر کرنا پڑی اور دوسرے روز ہم کار کی مرمت کرا کر سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ میرے لیے یہ ایک تاریخی سفر تھا جس میں مجھ جیسے گنہگار کو بھی عابد صدیق، طیب قریشی اور عطاء اللہ اعوان کی وجہ سے ایسے روحانی اجتماع میں شرکت کا موقع ملا۔ حالانکہ میں طبعاً دین اسلام کی قوت، شوکت اور سطوت کے حوالے سے اسلام کی تبلیغ کی بجائے اسلامی انقلاب کو موجودہ دور اور وقت کے تقاضے کے عین مطابق سمجھتا ہوں اور دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے تبلیغی جماعت کے اس مخصوص طریقۂ تبلیغ کے لیے جو حکمت اور دانائی ضروری ہے اس سے اپنے آپ کو عاری سمجھتا ہوں۔ اس لیے اسے سراہنے کے باوجود اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔

کچھ عابد صدیق کی شاعری کے بارے میں:

شاعری عابد صدیق کے رگ و ریشے میں خون کی طرح گردش کرتی تھی۔ وہ فطری شاعر تھے۔ ہماری طرح کے شاعر نہیں تھے۔ اُن کے خیالات کا کینوس وسیع اور پروازِ تخیل بلند تھا۔ خوبصورت اور دلکش تراکیب سے وہ اشعار میں جاذبیت اور دلکشی پیدا کرنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ الفاظ کا چناؤ اور غزل کا اسلوب منفرد تھا۔ شاعری اگر حسن اظہار کا نام ہے تو ان کی شاعری میں یہ حسن اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔ پھر شاعری کو چار چاند لگانے کے لیے فنِ شاعری سے آشنائی اور مطالعے کی وسعت بھی انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے اور عابد صدیق ان دونوں خوبیوں میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ فن شاعری پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور ادب کی جملہ صفات اور اس کی وسعتوں پر ان کی گہری نظر تھی۔ اُنھیں اگر اسلم انصاری کی طرح پڑھے لکھے لوگوں کا شاعر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اُن کی شاعری میں سوز گداز بھی ہے اور نکھار و پیار بھی ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ معاشرے کا کرب اور اضطراب اُن کی شاعری میں نظر سے دل و دماغ کی گہرائیوں میں اتر تا محسوس ہوتا ہے۔ جو جدید شاعری کا جز اوّل اور طرۂ امتیاز ہے۔ خیالات کا انوکھا پن اُن کی شاعری کا خاص وصف ہے۔ ان کی شاعری کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہی جاسکتی ہے:

تو نے عطا کر دی نئی سمت سخن کو
تجھ جیسا کہاں تھا سخن آباد نے دیکھا

وہ شعروں میں اپنی بات کہتے اور انھیں اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ اُن کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں اور کیا سوچتے ہیں۔ اُن کی غزل کے اس شعر سے اسی بات کی ترجمانی ہوتی ہے:

عابدؔ نہ راستی کی روش ہم سے چھوٹ سکی
مانا جبینِ دہر پہ لاکھوں شکن پڑے

اسی غزل کے ایک دوسرے شعر میں کیسی خوبصورت بات کو کیسے انوکھے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ شاعری میں انداز بیان وہ بنیادی وصف ہے جو ایک شاعر کو مرنے کے بعد بھی زندہ رکھتا ہے ورنہ تو ہر شاعر اپنے انداز میں کچھ نہ کچھ بیان کرتا ہی رہتا ہے۔ بات کیا ہے؟ یہ اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ کیسے بیان کی گئی ہے۔ اس پر ہی کامیاب شاعری کا

دارومدار ہے۔ اُن کا یہ شعر اوپر بیان کیے گئے معیار کتنا پورا اترتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

یادوں کے سلسلے میں تیرے لطف کا خیال
سورج کی آبشار میں جیسے کرن پڑے

یادوں کے لطف کو سورج اور کرن کے حوالے سے کتنا خوبصورت بنا دیا ہے، اس خیال کو نہ جانے کتنے شعرا نظم کر چکے ہیں لیکن یہ بات اس انداز میں میری نظر سے نہیں گزری۔ ایک اور غزل میں ایک قومی المیہ جو ہماری تاریخ کا ایک ایسا المیہ ہے جس پر جتنے بھی آنسو گرائے جائیں کم ہیں۔ اسے آپ نے شعر میں یوں بیان کیا ہے:

رنج گھر چھوڑنے کا رستوں میں
منزلوں پر نہیں پذیرائی!

اور ان کے اپنے خیال میں اُن کی شاعری کیا ہے۔ اسی غزل کے دوسرے شعر میں موجود ہے:

شاعری ایک حسرتِ اظہار
ان کہی مدعائے گویائی

ان کا ایک خوبصورت شعر میرے کانوں میں رس گھولتا رہتا ہے:

ہم کو جنوں نہ ہو مگر اتنا تو ہو کہ ہم
جس گھر میں چاندنی ہو اسے تیرا گھر کہیں

ایک اور غزل کے بھی چند اشعار دیکھئے:

صحرا میں اک عجب سی آسودگی ملی
بے وجہ تو نہ شہر میں دل بے قرار تھا
نادم ہو کے چھوڑ گئے چارہ ساز بھی
آسودگی میں اپنی کچھ ایسا وقار تھا
عابدؔ سے کل ملے تو طبیعت لگی رہی
درویش آدمی تھا بڑا وضعدار تھا

کتنا عرصہ پہلے کہی ہوئی یہ غزل حالاتِ حاضرہ کی کیسی خوبصورت عکاسی کرتی ہے۔

تانبا زمین تھی، آگ فلک، ایک قہر تھا
درویش آدمی کو قیامت کا پہر تھا
ملبوس خوف و جوع میں لپٹی ہیں بستیاں
اب دشتِ بے اماں ہے جو خوابوں کا شہر تھا

اور یہ شعر کتنا خوبصورت ہے:

ہم تشنگی سے زیر ہیں، ہر چند علم ہے
جس نے پیا، اُسی کے پیالے میں زہر تھا

اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا۔ عابد صدیقؒ کے اس شعر سے قدرے مختلف ہے تاہم کچھ مماثلت ضرور ہے:

ہر چند جامِ زیست میں زہرابِ مرگ تھا
میں تشنگی سے چُور تھا پینا پڑا مجھے

عابد صدیق کو ہندی کو اردو کے ساتھ ملا کر شعر کہنے میں جو کمال حاصل تھا۔ اس کے ہم سب معترف ہیں۔ ان کی وہ غزلیں جو اس رنگ میں ڈھلی ہیں انوکھی اور اچھوتی حیثیت میں نہ صرف دماغ بلکہ دل پر بھی اپنا نقش چھوڑ جاتی ہیں۔ اگر شاعری ادب لطیف ہے تو ایسا لطف آپ کو ان کی غزلوں میں وافر ملے گا۔ جن میں ہندی کی آمیزش بڑی خوبصورتی اور مہارت کے ساتھ کی گئی ہے۔ ساتھ ہی یہ احساس بھی بڑی شدت کے ساتھ ابھرتا ہے کہ ہندی زبان سے اُن کا اچھا خاصا لگاؤ تھا۔ انھوں نے اس لگاؤ سے اپنی شاعری میں ایسی رعنائی اور دلکشی پیدا کی ہے جس کی وجہ سے وہ شعرا کی صف میں ممتاز و منفرد حیثیت اختیار کر گئے ہیں چند ایسے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

پہرے چوکی سے کب چھوٹی جنم جنم کی پریت — ہم سے ملنا چاہو تو ملنے کے سو ڈھنگ
پائل کی جھنکار سنی تو مُرلی کے سر ہوئے — جوگی جی کے کام نہ آئی اُن کی رام ترنگ
عابد جی تم ایک بھلے ہو، سوچ کے پینگ بڑھاؤ — پیچ پڑے پر ٹھہر سکے گی کتنی دیر پتنگ

☆☆☆

لہر اُٹھی ہر انگ میں آئی ساون رت متوالی — من میں پریت کا اکھوا پھوٹا، لچکی من کی ڈالی
بھولپنے میں نام لیے جائیں جوگی کا سکھیاں — بس پھر میں انجان بنوں، پر مارے لاج کی لالی
جوگی بَن بسرام کرے اور مایہ جال بچھائے — ہم تو جانیں زبل تھا جو بھاگا چھوڑ کے پالی
اکھیاں رونا سیکھ گئیں تو چھوٹا پنگھٹ پھیرا — دکھ کی من میں جوت جگی تو بھول گئی دیوالی

میرے جیسے کم علم کو کیا پتہ کہ عابد صدیق کی جملہ صلاحیتوں کو کیسے خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے۔ بس اپنے ہی اس شعر پر یہ کہانی ختم کرتا ہوں۔

ہو گا احاطہ مجھ سے کہاں اُس کے علم کا
وہ ما ورائے نرغۂ الفاظ شخص تھا

جواں عزم، جواں ہمت

محمد عامر بٹ

محاسبۂ قادیانیت کے محاذ کے ایک انتھک، مخلص اور احراری مجاہد سے گفتگو

پینل: حکیم محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر

سوال: آپ کی پیدائش، تعلیم، بزنس، ملازمت کہاں، کتنی ہے؟

جواب: 11/ مارچ 1976ء کی پیدائش ہے اور میٹرک تعلیم ہے، اس وقت سعودی عرب میں مزدوری کر رہا ہوں، جب بھی وقت فارغ ہو تو انٹرنیٹ پر قادیانیت کی سرگرمیاں واچ کرتا ہوں۔

سوال: احرار کے پلیٹ فارم سے کس طرح تعلق بنا؟

جواب: رَدِ قادیانیت پر کام کرنے کا شوق کوئی بارہ پندرہ سال سے ہے، پہلے مختلف دینی جماعتوں کے ساتھ اور پھر اپنے طور پر کام کرتا رہا، لیکن مستقل مزاجی مجلس احرار اسلام کے ساتھ وابستگی کے بعد آئی۔

سوال: سعودی عرب میں عرب علماء کرام، مرزائیت بارے کتنا علم رکھتے ہیں؟

جواب: اکثر نہیں جانتے لیکن گاہے بگاہے انھیں معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں، پاکستانی علماء میں سے حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی اور ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ کافی ایکٹیو ہیں اور اب دروس وغیرہ اور رَدِ قادیانیت پر لٹریچر بھی عربی میں الحمدللہ خاصا چھپ چکا ہے جبکہ مدینہ منورہ میں ڈاکٹر الیاس عبدالغنی بھی اس محاذ پر درد دِل رکھنے والی شخصیت ہیں۔

سوال: پاکستان میں اس وقت مرزائیت کے خلاف کونسی جماعت بہتر کام کر رہی ہے؟

جواب: ماشاءاللہ کافی جماعتیں ہیں اور کام بھی کر رہی ہیں، لیکن قادیانیت کی نبض مجلس احرار نے زیادہ اچھی چیک کی اور پھر دوائی بھی ہیوی ڈوز دی۔ چونکہ مجلس احرارِ اسلام قیام پاکستان سے پہلے ہی سے قادیانیت کے خلاف کام کر رہی ہے اس لیے یہ زیادہ اچھے طریقے سے قادیانیوں کی چالوں کو جانتی ہے اور الحمدللہ توڑ بھی کرنا جانتی ہے۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد مختلف شخصیات نے بہت کام کیا، لیکن جس کام کا آغاز مجلس احرارِ اسلام نے شروع کیا اور ۱۹۳۴ء میں اپنا دفتر قادیان میں قائم کیا، اس نے قادیانیت کی کمر توڑ دی اور اُن کے حوصلے پست کر دیے۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختمِ نبوّت

بھی مجلس احرار اسلام نے شروع کی، جس کی برکت سے 1974ء میں قادیانی غیر مسلم قرار پائے۔

سوال: میڈیا کے اس دور میں مرزائیت کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نوجوان نسل کو دینی ماحول، ٹیبل ٹاک، انفرادی اور نجی ملاقاتیں کر کے سمجھایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نوجوان نیٹ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کی ذہن سازی کی ضرورت ہے۔ تاکہ میڈیا کا استعمال صحیح کریں اور مرزائیت کی ویب سائٹس پر نظر رکھیں۔ ہمیں نوجوان تیار کرنے ہوں گے جو میڈیا، اخبار اور نیٹ کی دنیا پر نظر رکھیں۔ تاکہ میڈیا کا استعمال صحیح بنیادوں پر ہو اور اگر کوئی غلط استعمال کرتا ہے تو پھر جواب بھی دے۔

سوال: انٹرنیٹ پر کام کرنے کی ترتیب کیا ہونی چاہیے۔ اگر کوئی سیکھنا چاہے تو کیسے اور کس سے رابطہ کرے؟

جواب: اس کے لیے پہلے نوجوانوں کی ذہنی وعملی تربیت کی ضرورت ہے تاکہ نیٹ پر بیٹھ کر کام کرتے وقت وہ یکسوئی سے کام کریں۔ انٹرنیٹ پر کام کرنے کے لیے جو شخصیات اس شعبے سے وابستہ ہیں اور جو لوگ فیس بک، سکائپ اور اس طرح کے دوسرے میڈیائی ہتھیار استعمال کرتے ہیں وہ بہتر بتا سکتے ہیں کہ مرزائیت کس کس روپ میں آ کر مسلمانوں کا شکار کرتی ہے ان میں لڑکیاں اور لڑکے دونوں موجود ہیں اور اس سلسلہ میں میری بھی خدمات حاضر ہیں جو نیٹ کے بارے میں معلومات لینا چاہیں کہ قادیانی کس کس روپ میں کام کرتے ہیں۔ مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور ان کے ایمان خراب کرتے ہیں۔

سوال: مضامین راحیل کے علاوہ آپ نے اب تک کونسی کتاب پر کام مکمل کیا ہے اور آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہے؟

جواب: الحمدللہ کچھ اور کتُب بھی ہیں جو سابق قادیانیوں نے تحریر کی ہیں ان پر کام چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موضوعات ہیں جن پر کام ہو رہا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ جلدی وہ کتابیں مارکیٹ میں آ جائیں گی۔ جس میں قادیانیوں کے دجل وفریب کا پردہ چاک ہوگا کہ کیسے انہوں نے اپنے ماننے والوں کو دھوکہ دے رکھا ہے اور مختلف ناموں سے روپے بٹورتے رہتے ہیں۔

سوال: مجلس احرارِ اسلام سے آپکا رابطہ کس طرح ہوا آپ کو اس کام پر کون گائیڈ کرتا ہے؟

جواب: میرا مزاج فطرتاً احراری ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارے میں خاصا سنا اور پڑھا، دل میں محبت اس جماعت کے لیے بڑھتی گئی اور پھر ان کی اولاد جو ماشاء اللہ عالم باعمل ہیں ان سے روابط ہوئے اور جو سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا جماعت میں آئیڈیل شخصیت جناب حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور جناب انیف کا شر ہیں اللہ انہیں صحت اور عافیت والی زندگی دے وہ میرے لیے مشعل راہ ہیں۔

سوال: لاہوری مرزائی اور قادیانی مرزائی کس طرح کام کر رہے ہیں؟

جواب: ان کا طریقہ واردات دو طرح کا ہے ایک تو لٹریچر خاصا چھاپ چکے ہیں اور چھپ بھی رہا ہے۔ باقی انٹرنیٹ پر خاصی ویب سائٹس بنا رکھی ہیں، جو تقریباً ڈیڑھ سو سے تجاوز کر چکی ہیں۔ عام سیدھا سادہ مسلمان ان سے دھوکا کھا جاتا ہے۔ لاہور میں لاہوری مرزائیوں کا بہت بڑا مرکز ہے، جہاں وہ قادیانی تبلیغ کا طریقہ کار طے کرتے ہیں اور اس کے علاوہ انہوں نے اپنی پرانی کتابوں کو بھی چھاپا ہے۔ اسی طرح اب مرزائیوں کے ٹی وی چینل بھی کام کر رہے ہیں اور سعودیہ میں عربی ترجمہ کے ساتھ چینل کام کر رہا ہے۔

سوال: مرزائیت کے سدباب کے لیے ہمیں کن خطوط پر کام کرنا ہوگا؟

جواب: سب سے پہلے کسی بھی موذی جانور کو پکڑنے کے لیے اس کے پکڑنے کا طریقہ سیکھا جاتا ہے۔ ایسے شخص سے جو اس فن کا ماہر ہو، پھر اس جانور پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ اس طرح جو لوگ رَدِ قادیانیت کے عنوان پر کام کر رہے ہیں ان سے روابط و تعلقات ضروری ہیں، پاکستان ہو یا بیرون دنیا ان شاءاللہ خاصے لوگ اس پر کام کر رہے ہیں۔ مرزائیوں کی کُتب اور ویب سائٹس اور رسالہ جات اسی طرح جو ان کی جماعتوں میں مختلف کیٹگری ہیں ان پر نظر رکھی جائے۔

سوال: مجلس احرارِ اسلام کے کارکنوں کے نام آپکا کیا پیغام ہے؟

جواب: اپنے اندر علی وجہ البصیرت فکری وابستگی اور مستقل مزاجی پیدا کریں اور ہمارا باکردار ہونا بہت ضروری ہے اور وہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم اپنے بزرگوں سے علم و عمل سے اور عقیدہ سے جڑے رہیں۔ باقی اپنے سے بڑوں کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کریں، کیونکہ یہ شعبہ ایسا ہے جس میں جوش کی بجائے ہوش زیادہ چاہیے۔ پھر کام کے فوائد زیادہ نظر آئیں گے ان شاءاللہ تعالیٰ

سوال: روحانی اور بیعت کا تعلق کس سے ہے؟

جواب: میرے شیخ اوّل حضرت عارف باللہ حکیم محمد اختر تھے اور حضرت کے بعد ابن امیر شریعت امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن دامت برکاتہم سے اصلاحی تعلق ہے۔ حضرت کی دعاؤں سے ہی اللہ تعالیٰ میرے میں ہمت اور لگن پیدا کر دیتے ہیں اور میں تحفظ ختم نبوت کے اس مبارک و مقدس کام میں اپنا حصہ ڈالتا ہوں جو ان شاءاللہ میری آخرت کے لیے ذریعہ نجات بنے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

☆......☆......☆

حافظ عبید اللہ   (قسط:۲)

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم

اور قادیانی تحریفات وتلبیسات

خاتم النبیین کا مفہوم مفسرین امت سے

آیئے اب ہم چند مشہور تفاسیر سے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 (آیت خاتم النبیین) کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(1) امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (224ھ-310ھ) اپنی تفسیر جامع البیان عن تأویل آی القرآن ۔المعروف بتفسیر طبری میں لکھتے ہیں ﴿ولكنه رسول الله وخاتم النبيين الذى ختم النبوة فطبع عليها فلا تُفتح لاحد بعده الى يوم القيامة ﴾ خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کا خاتمہ کر دیا اور اسے سر بمہر کر دیا پس اب آپ کے بعد قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی (تفسیر طبری، جلد 19 صفحہ 121) پھر آگے مشہور تابعی حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں ﴿عن قتادة ...... وخاتم النبيين أى آخرهم ﴾ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی (تفسیر طبری، جلد 19 صفحہ 122 طبع دار ہجر، قاہرہ) اور اسی صفحے پر آگے مزید وضاحت کرتے ہیں ﴿وخاتَم النبيين بفتح التاء بمعنى انه آخر النبيين ﴾ اور تاء پر زبر کے ساتھ خاتَم النبیین کا معنی ہے آخری نبی۔

یہاں یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ ابن جریر طبری کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ﴿ رئیس المفسرین ﴾ اور ﴿ نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ﴾ لکھا ہے۔ (دیکھیں آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 168 اور چشمہ معرفت، رخ 23 صفحہ 261 حاشیہ)۔

(2) حافظ ابو الفداء اسماعیل بن بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (700ھ-774ھ) اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں ﴿فهذه الآية نص فى انه لا نبى بعده واذا كان لا نبى بعده فلا رسول بعده بطريق الاولى والاحرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان كل رسول نبى ولا ينعكس وبذلك وردت الاخبار المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعة من الصحابة ﴾ یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا اور جب کوئی نبی نہیں بن سکتا تو رسول تو کسی صورت نہیں ہو سکتا کیونکہ مقام رسالت تو مقام نبوت سے خاص ہے پس ہر رسول تو نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں، اور اسی بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں جو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد 6 صفحہ 428 طبع دار طیبة، الریاض) اسکے بعد حافظ ابن کثیر نے بہت سی احادیث ذکر کی ہیں جنکے اندر ختم

نبوت کا مضمون بیان ہوا ہے (جن میں سے چند اہم احادیث ہم آگے ذکر کریں گے) اور پھر حافظ ابن کثیر نے وہ دوٹوک فیصلہ لکھا ہے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے، لکھتے ہیں ﴿وقد اخبر تعالی فی کتابه ورسوله فی السنة المتواترة عنه انه لا نبی بعده لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کاذب افّاک دجّال ضالّ مضل ولو تخرق وشعبذ واتی بانواع السحر والطلاسم والنیرجیات فکلها محال وضلال عند اولی الالباب ...... ﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور رسول اللہ ﷺ نے متواتر احادیث میں صاف طور پر بتلا دیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا ،افتراء پرداز، دجال، دھوکے باز، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اگر چہ وہ شعبدہ بازی، جادو اور طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب اور کمالات اور نیرنگیاں دکھائے لیکن اصحاب عقول جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ دجل، فریب اور گمراہی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد 6 صفحہ 430، 431)۔

(3) امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی (متوفی 516ھ) لکھتے ہیں ﴿ولکن رسول الله وخاتم النبیین ، ختم الله به النبوة ، وقرأ ابن عام وعاصم خاتَم بفتح التاء علی الاسم أی آخرهم ، وقرأ الآخرون بکسر التاء علی الفاعل لأنه ختم به النبیین فهو خاتمهم ﴾ خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ اللہ نے انکے ساتھ نبوت ختم کردی، ابن عامر اور (قاری) عاصم نے اسے خاتَم یعنی تاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ اسم ہوگا اور اسکا معنی ہوگا آخری نبی، اور دوسرے قراء نے خاتِم یعنی تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ اسم فاعل ہوگا کہ آپ نے انبیاء کا خاتمہ کردیا اس طرح آپ انکے ختم کرنے والے ہوئے۔ (معالم التنزیل المعروف بتفسیر بغوی، زیر آیت 40 سورۃ الاحزاب، صفحہ 1044 طبع دار ابن حزم بیروت)۔

(4) امام ناصر الدین عبدالله بن عمر البیضاوی (متوفی 685ھ) لکھتے ہیں ﴿وخاتم النبیین . وآخرهم الذی ختمهم أو خُتموا به علی قراء ة عاصم بالفتح ﴾ خاتم النبیین یعنی آخری نبی جنہوں نے آکر انبیاء کے سلسلے کا خاتمہ کردیا، یا اگر (قاری) عاصم کی قراءت پر خاتَم (تاء پر زبر کے ساتھ) پڑھیں تو بھی اسکا معنی ہوگا کہ سلسلہ انبیاء کو آپ ﷺ کے ساتھ سربمہر کردیا گیا۔ (انوار التنزیل وأسرار التأویل ،المعروف بتفسیر بیضاوی، جلد 4 صفحہ 233 طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت)۔

(5) امام ابو البرکات عبدالله بن احمد النسفی (متوفی 701ھ) رقم طراز ہیں ﴿وخاتَم النبیین بفتح التاء ، عاصم، بمعنی الطابع أی آخرهم، یعنی لا یُنبّأ احد بعده وعیسی ممن نُبأ قبله وحین ینزل ینزل عاملاً علی شریعة محمد ﷺ کأنه بعض امته ، وغیره بکسر التاء بمعنی الطابِع وفاعل الختم ﴾ خاتَم النبیین ،تاء کے زبر کے ساتھ جیسا کہ (قاری) عاصم کی قراءت ہے یہ طابَع کے معنی میں ہے یعنی آخری

نبی، اسکا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی، اور عیسی علیہ السلام کو تو پہلے ہی نبوت مل چکی ہے اور جب وہ نازل ہوں گے تو حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے گویا کہ آپ امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے، اور قاری عاصم کے علاوہ باقی قراء نے اسے (خاتِم) تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے جو کہ ختم کا فاعل ہے (یعنی ختم کرنے والا) ﴾ (مدارک التنزیل وحقائق التأویل، المعروف بتفسیر نسفی، جلد 4 صفحہ 932 طبع مکتبہ نزار مصطفٰی الباز، السعودیہ)۔

(6) امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی 911ھ) لکھتے ہیں ﴿وأخرج عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادة رضي الله عنه فی قوله ولکن رسول الله وخاتم النبیین أی آخر نبی، وأخرج عبد بن حمید عن الحسن فی قوله وخاتم النبیین قال : ختم الله النبیین بمحمد ﷺ علیه وسلم وکان آخر من بُعث ﴾ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی، اسی طرح حضرت حسن سے روایت ہے کہ آپ نے خاتم النبیین کی تفسیر میں فرمایا: اللہ نے محمد ﷺ کے ساتھ انبیاء کا خاتمہ فرما دیا اور آپ ﷺ سب سے آخر میں مبعوث کیے گئے۔ (تفسیر الدر المنثور، جلد 12 صفحہ 62 طبع مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، القاہرۃ)۔

(7) امام ابوحیان محمد بن یوسف أثیر الدین الاندلسی (متوفی 745ھ) لکھتے ہیں ﴿وقرأ الجمهور خاتِم بکسر التاء بمعنی أنه ختمهم أی جاء آخرهم ﴾ خاتم النبیین میں جمہور نے خاتم یعنی تاء کے نیچے زبر کے ساتھ پڑھا ہے جسکا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا اور آپ سب سے آخر میں تشریف لائے...... آگے لکھا ﴿ورُویَ عنه علیه السلام الفاظ تقتضی نصاً أنه لا نبی بعده والمعنی أنه لا یُتنبأ احد بعده ولا یرد نزول عیسی علیه السلام آخر الزمان لأنه ممن نُبأ قبله ﴾ اور نبی کریم ﷺ سے ایسے الفاظ مروی ہیں جو اس بات پر نص ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں جسکا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو بھی نبوت نہ دی جائے گی، یہاں آخری زمانے میں حضرت عیسی علیہ السلام کے نازل ہونے سے اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کو تو پہلے سے نبوت مل چکی ہے۔ (تفسیر البحر المحیط، جلد 7 صفحہ 228، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)، آگے لکھا ﴿وقرأ الحسن والشعبی وزید بن علی والأعرج بخلاف وعاصم بفتح التاء بمعنی أنهم خُتموا به فهو کالخاتم والطابع لهم ﴾ اور حسن، شعبی، زید بن علی، اعرج اور عاصم نے خاتَم تاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے اسکا یہ معنی ہوگا کہ انبیاء کا آپ ﷺ پر خاتمہ کر دیا گیا پس آپ ﷺ انکے لئے مہر کی مانند ہیں۔ (حوالہ سابقہ)، آگے امام ابوحیان نے بڑی اہم بات بھی لکھی ہے ﴿ومن ذهب الی أن النبوة مکتسبة لا تنقطع أو الی أن الولی افضل من النبی فهو زندیق یجب قتله فقد ادعی النبوة ناس فقتلهم المسلمون علی ذلک ﴾ جو یہ کہتا ہے کہ نبوت اپنی محنت سے مل سکتی ہے اور بند نہیں ہوئی (بلکہ جاری ہے) یا یہ کہتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے تو ایسا آدمی زندیق ہے

اسے قتل کرنا واجب ہے، بہت سے لوگوں نے پہلے بھی نبوت کے دعوے کیے تو مسلمانوں نے اسکی وجہ سے انہیں قتل کر دیا۔ (البحر المحیط ،جلد7 صفحہ 229)۔

(8) امام محمد بن محمد ابوالسعود العمادی رحمہ اللہ (متوفی 982ھ) لکھتے ہیں ﴿وخاتم النبیین أی کان آخرھم الذی خُتموا بہ ...... ولا یقدح فیہ نزول عیسی بعدہ علیھما السلام لأن معنی کونہ خاتم النبیین أنہ لا یُنبأ بعدہ أحد وعیسی ممن نُبأ قبلہ﴾ خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی جن پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا (تھوڑا آگے لکھا) یہاں آپ ﷺ کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول سے اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ کیونکہ خاتم النبیین کا معنی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور عیسی علیہ السلام تو ان نبیوں میں سے ہیں جنہیں پہلے ہی نبوت دی جا چکی ہے۔(ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم المعروف بتفسیر ابی السعود، جلد4 صفحہ 421، طبع مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، الریاض، السعودیہ)۔

(9) امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (متوفی 671ھ) لکھتے ہیں ﴿وخاتَم : قرأ عاصم وحدہ بفتح التاء بمعنی أنھم خُتِمو بہ فھو کالخاتم والطابع لھم ، وقرأ الجمھور بکسر التاء بمعنی أنہ ختمھم أی جاء آخرھم﴾ لفظ خاتَم کو صرف قاری امام عاصم نے تاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے جسکا معنی ہے کہ انبیاء کا آپ ﷺ کے ساتھ خاتمہ کر دیا گیا اور وہ ان پر بمنزلہ مہر کے ہیں (جنکے ساتھ انبیاء کے سلسلے کو سر بمہر کر دیا گیا) ،اور جمہور نے اسے خاتِم تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے جسکا معنی ہوگا کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا یعنی آپ ان سب کے آخر میں تشریف لائے۔(الجامع لاحکام القرآن المعروف بتفسیر قرطبی ،جلد17 صفحہ 165 طبع مؤسسۃ الرسالۃ)، آگے لکھا ﴿قال ابن عطیۃ : ھذہ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلَفاً وسلفاً متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصاً أنہ لا نبی بعدہ ﷺ﴾ ابن عطیہ نے فرمایا کہ امت کے پہلے گذرے اور بعد میں آنے والے علماء کے نزدیک یہ الفاظ عموم تام پر لئے گئے ہیں جو اس بات پر نص ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا (تفسیر قرطبی، جلد 17، صفحہ 166)۔

(10) علامہ سید محمود شکری آلوسی بغدادی (متوفی 1270ھ) لکھتے ہیں ﴿فمعنی خاتم النبیین الذی خُتم النبیون بہ ومآلہ آخر النبیین﴾ خاتم النبیین کا معنی ہے وہ ذات جنکے ساتھ انبیاء پر مہر لگا دی گئی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آخری نبی ہیں (روح المعانی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، جلد22، صفحہ 34 طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت)، آگے لکھا ﴿وقرأ الجمھور وخاتِم بکسر التاء علی أنہ اسم فاعل أی الذی ختم النبیین والمراد بہ آخرھم ایضاً﴾ اور جمہور (قراء) نے خاتِم تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ (ختم) کا اسم فاعل ہوگا اور اسکا معنی ہوگا وہ ذات جس نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا اور مراد اس سے بھی یہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔(روح المعانی، جلد22 صفحہ 34)۔

ختم نبوت کا مفہوم احادیث نبویہ کی روشنی میں

آیئے اب دیکھتے ہیں خود خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے ختم نبوت کا کیا مفہوم بیان فرمایا، اس بارے میں اگر تمام احادیث کو جمع کیا جائے تو انکی تعداد 200 سے زیادہ ہے، ہم یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چند ایسی احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں جو ختم نبوت کے مفہوم کو بیان کرنے میں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ انکے اندر کسی تاویل کی گنجائش نہیں اور جنکی صحت پر بھی کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔

حدیث نمبر 1: ﴿**عن ابی هریرة رضی الله عنه یحدّث عن النبی ﷺ قال : کانت بنو اسرائیل تسوسهم الأنبیاء ، کلما هلک نبی خلفه نبی ، وإنه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون...... الی آخر الحدیث**﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست (یعنی انکے امور کی دیکھ بھال) انکے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اسکا خلیفہ (جانشین) ہوتا، مگر (سن لو) میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلیفے ضرور ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔

(**صحیح البخاری**: حدیث نمبر 3455، **صحیح مسلم**: حدیث نمبر 1842، **مسند احمد**: حدیث نمبر 7960، **السنة لابن ابی عاصم**: حدیث نمبر 1078، **صحیح ابن حبان**: حدیث نمبر 4555، **السنن الکبری للبیهقی**: حدیث نمبر 16548) اور **مصنف ابن ابی شیبه** میں یہ الفاظ ہیں ﴿**وانه لیس کائناً فیکم نبی بعدی**﴾ بے شک تمہارے اندر میرے اندر کوئی نبی نہیں بننے والا۔ (**مصنف ابن ابی شیبه**: حدیث نمبر 37260) اور **سنن ابن ماجه** میں یہ الفاظ ہیں ﴿**وأنه لیس کائن بعدی نبی فیکم**﴾ اور بے شک میرے بعد تمہارے اندر کوئی نبی نہیں بننے والا۔ (**سنن ابن ماجه**: حدیث نمبر 2871)۔

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ﴿**قوله تسوسهم الأنبیاء أی انهم کانوا اذا ظهر فیهم فساد بعث الله لهم نبیاً یقیم لهم أمرهم ویزیل ما غیروا من احکام التوراة**﴾ جب بنی اسرائیل میں کوئی فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالی انکی اصلاح کے لئے کوئی نہ کوئی نبی بھیج دیتے تھے جو انکے معاملے کو درست کرے اور ان تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے تورات میں کی ہوتی تھیں۔ (**فتح الباری بشرح صحیح البخاری**: جلد 6 صفحہ 497، المکتبۃ السلفیۃ) یہ حدیث اس بات پر نص صریح ہے کہ امت محمدیہ ﷺ میں اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنے گا، کیونکہ مثال دی گئی ہے بنی اسرائیل کی جو کہ حضرت موسی علیہ السلام کی امت تھی، اور فرمایا گیا کہ ان کے اندر انبیاء کا سلسلہ جاری تھا، لیکن میری امت میں ایسا نہ ہوگا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نبی نہ ہونے کی وضاحت مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں موجود الفاظ نے کردی کہ ﴿**لیس کائناً فیکم نبی بعدی**﴾ میرے بعد کوئی نبی نہیں بننے والا۔ اور اسی حدیث سے ﴿امتی نبی اور غیر تشریعی نبی﴾ والے قادیانی دھوکے کی بھی جڑ کٹ گئی، کیونکہ ظاہر ہے حضرت موسی علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آنے والے انبیاء حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کے تابع

تھے اور انکی اکثریت کی اپنی کوئی نئی شریعت نہ تھی، تو اسی قسم کی نبوت کی نفی امت محمدیہ سے بھی کر دی گئی اور **لا نبی بعدی** سے آنحضرت ﷺ کی مراد یہی تھی کہ اب میرے بعد کوئی ایسا نبی بھی نہیں بنے گا جو پہلے نبی کی شریعت کے تابع ہو اور اسے نئی شریعت نہ دی جائے (جسے مرزا قادیانی امتی نبی کہتا ہے)، یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث شریف میں صرف انقطاع نبوت کو ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ اس چیز کو بھی بیان فرما دیا جو بنی اسرائیل کی اس غیر تشریعی نبوت کے قائم مقام ہو گی یعنی خلافت۔

ایک مرزائی مغالطہ: اس حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کے نبی سیاست کرتے تھے مگر میرے بعد خلفاء ہوں گے، اسکا مطلب ہے کہ میری امت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہو گی، جو نبی ہو گا وہ خلیفہ نہ ہو گا اور جو خلیفہ ہو گا وہ نبی نہ ہو گا۔

جواب: یہ یہودیانہ تحریف مرزائی مذہب کا خاصہ ہے، حدیث کا مفہوم واضح ہے بنی اسرائیل کی سیاست انکے انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اسکی جگہ لیتا، اب یہاں خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے جو آنحضرت ﷺ کے جانشین ہو کر نبی کہلائیں گے، تو اس خیال کو آپ ﷺ نے یوں حل فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہو گا، میرے بعد میرے جانشین صرف خلفاء ہوں گے نبی نہ ہونگے، یعنی نبوت بند لیکن انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

حدیث نمبر 2: ﴿**عن جابر عن النبی ﷺ قال: مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی داراً فأتمها وأکملها الا موضع لبِنَة فجل الناس یدخلونها ویتعجبون منها ویقولون لولا موضع اللبنة؟ قال رسول الله ﷺ فأنا موضوع اللبنة جِئتُ فختمتُ الانبیاء**﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور اسکی ہر چیز مکمل کی مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اسکی عمدگی پر اظہار حیرت کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کی جگہ پُر کیوں نہ کر دی گئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں، میں آیا تو میں نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا۔ (**صحیح مسلم، کتاب الفضائل**، حدیث نمبر 2287 طبع دار الحدیث، القاہرۃ)۔

ایک روایت میں اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں ﴿**فانا اللبنة وانا خاتم النبیین**﴾ میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 3535، صحیح مسلم: حدیث نمبر 2286)، اور ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں ﴿**فانا موضع اللبنة خُتِم بی الانبیاء**﴾ اس اینٹ کی جگہ میں فٹ ہو گیا ہوں اور مجھ پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ (مسند ابی داود الطیالسی، حدیث نمبر 1894)۔

اس روایت میں **ختمتُ الانبیاء، خاتم النبیین** اور **ختم بی الانبیاء** کے الفاظ کا سوائے اسکے کوئی معنی نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی انبیاء کا خاتمہ ہو گیا اور قصر نبوت مکمل ہو گیا اب کوئی نیا نبی قیامت تک پیدا نہیں ہو سکتا۔ اب مزید کسی نئی اینٹ کی ضرورت ہی نہیں۔

حدیث نمبر3: ﴿عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال فُضلتُ علی الانبياء بستٍ : اُعطيتُ جوامعَ الكلِمِ ونُصرتُ بالرعب واُحلّت لی الغنائم وجُعلت لی الارض طهوراً ومسجداً وارسلتُ الی الخلق كافة وخُتم بی النبيون﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (1) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں (2) رعب و دبدبہ کے ساتھ میری نصرت کی گئی ہے (3) مال غنیمت میرے لئے (بشمول امت) حلال کیا گیا ہے (4) میرے لئے (بشمول امت) ساری کی ساری زمین مسجد اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے (5) میں پوری دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (6) مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔(صحیح مسلم: حدیث نمبر 523، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ)۔اس حدیث میں آپ ﷺ نے اسے اپنی فضیلت بتایا ہے کہ آپ پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا۔

حدیث نمبر4: ﴿عن ابی الطفيل قال : قال رسول الله ﷺ لا نبوة بعدی الا المبشرات ، قال : قيل وما المبشرات يا رسول الله ؟ قال الرؤيا الحسنة أو قال الرؤيا الصالحة﴾ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں صرف مبشرات ہیں، سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسول یہ مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب۔(مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر 23795، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے واضح الفاظ میں ﴿لا نبوة بعدی﴾ فرما کر اپنے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی فرما دی، نیز یاد رہے کہ مبشرات یا اچھے خواب کو دوسری احادیث میں نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ویا حصہ فرمایا گیا ہے اسکا یہ مطلب نہیں کہ جسے بھی کوئی اچھا خواب آئے تو وہ نبی بن جاتا ہے، اور نہ مبشرات کو ہم نبوت کہہ سکتے ہیں، نبوت وہی ہوگی جسکے اندر نبوت کے تمام اجزاء جمع ہوں۔اسکی مثال عام زبان میں ایسے سمجھیں کہ گاڑی کا پہیہ یا ٹائر گاڑی کے اجزاء میں سے ایک جز واور حصہ ہے لیکن کوئی صرف ایک پہیہ اٹھا کر لے آئے اور کہے کہ یہ کار ہے تو اسے لوگ پاگل کہیں گے کیونکہ کار یا گاڑی تب تک نہ بنے گی جب تک اسکا ڈھانچہ، انجن، دروازے، سٹیئرنگ، بریک، سارے ٹائر اور تمام دوسرے اجزاء ایک خاص شکل میں نہ جوڑ دیے جائیں۔

حدیث نمبر5: ﴿حدثنا عمرو بن عثمان ثنا اسماعيل بن عياش ثنا شرحبيل بن مسلم ومحمد بن زياد قالا سمعنا ابا امامة يقول سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : انه لا نبی بعدی ولا امة بعدكم ...... الی آخر الحديث﴾ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (کتاب السنة للحافظ ابی بکر عمرو بن ابی عاصم، حدیث نمبر 1061)۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے دو باتیں فرمائیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، اس سے واضح ہو گیا کہ اگر کوئی ظلی بروزی امت محمدیہ نہیں ہو سکتی تو ظلی بروزی نبی بھی نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث کی سند پوری ہم نے اس لئے نقل کی ہے ہے کہ اس میں موجود ایک راوی شرحبیل بن مسلم پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ ضعیف ہے، لیکن آپ نے دیکھا کہ شرحبیل کے ساتھ محمد بن زیاد نے بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اور محمد بن زیاد (جو کہ **محمد بن زیاد الألهانی الحمصی** ہیں) ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے راوی ہیں، لہذا شرحبیل بن مسلم کا ضعف مضر نہیں۔

حدیث نمبر 6: ﴿**عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم : ان الله لم یبعث نبیاً الا حذّر امته الدجالَ وانی آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لا محالة ...... الی آخر الحدیث** ﴾ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، بے شک میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ (دجال) تمہارے اندر خروج ضرور خروج کرے گا۔ (**المستدرک للحاکم**، حدیث نمبر 8620) امام حاکم نے اس روایت کے بارے میں فرمایا ﴿**هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم**﴾ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، امام ذہبی نے بھی تلخیص المتسدرک میں اسے امام مسلم کی شرط کے مطابق لکھا ہے۔

حدیث نمبر 7: ﴿**عن انسٍ رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی...... الی آخر الحدیث** ﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی لہذا میرے بعد نہ اب کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ (**المستدرک للحاکم**، حدیث نمبر 8178)

یہی روایت ان کتابوں میں بھی ہے، سنن ترمذی: حدیث نمبر 2272، مسند احمد: حدیث نمبر 13824، **الاحادیث المختارة للامام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد المقدسی** : حدیث نمبر 2645)۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے ﴿صحیح﴾ کہا ہے، امام حاکم نے ﴿امام مسلم کی شرط پر صحیح﴾ کہا ہے اور امام ذہبی نے **تلخیص المستدرک** میں انکی موافقت کی ہے۔ اسکے تمام راوی ثقہ ہیں کوئی راوی ضعیف نہیں، یہ حدیث نص صریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔

اس روایت کے راویوں کے بارے میں مرزائی پاکٹ بک میں ایک سفید جھوٹ بولا گیا ہے کہ اسکے چار راوی ضعیف ہیں اور پھر انتہائی دجل و فریب کے ساتھ چند کتب اسماء الرجال سے کچھ الفاظ کاٹ کر مبہم انداز میں پیش کر کے دھوکہ دیا گیا ہے، اور جن ائمہ جرح و تعدیل نے صریح الفاظ میں انکو ثقہ لکھا ہے انکا ذکر جان بوجھ کر نہیں کیا گیا، بلکہ ترمذی میں اس روایت کے پہلے روای حسن بن محمد زعفرانی کے بارے میں تو مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں ضعیف ثابت کرنے کے لئے انکے ہم نام ایک دوسرے راوی حسن بن محمد بن عنبر ابو علی الوشاء کا ترجمہ نقل کر کے دھوکہ دیا ہے کہ یہ حسن بن محمد الزعفرانی کا ترجمہ ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کے کسی راوی کو جرح و تعدیل کے کسی امام نے ضعیف نہیں لکھا۔ اور امام ترمذی، امام حاکم، امام ذہبی جیسے ائمہ حدیث نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

حدیث نمبر 8: ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء﴾ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔(مثیر الغرام الساکن الی أشرف الاماکن للامام ابو الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی ،صفحہ 465،طبع دار الحدیث، القاہرہ)، اسی روایت کو حافظ دیلمی نے فردوس الاخبار میں روایت کیا ہے حدیث نمبر 115، اور حافظ جمال الدین المزی نے تہذیب الکمال میں پوری سند کے ساتھ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جلد 8 صفحہ 450 طبع مؤسسۃ الرسالۃ)۔

اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کو انبیاء کی مسجدوں میں آخری مسجد فرمایا اور اسی طرح اپنے آپ کو خاتم الانبیاء فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کسی نے نبی بننا ہوتا تو اسکی بھی کوئی مسجد ہوتی، لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنی مسجد کو انبیاء کی آخری مسجد فرما کر بتا دیا کہ اپ نہ کوئی نبی بنے گا اور نہ اسکی کوئی مسجد ہوگی۔

قارئین متوجہ ہوں!

سالانہ چندہ ختم ہونے اور مدّتِ خریداری کی اطلاع قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتے کے اوپر درج کردی گئی ہے۔ جن قارئین کا زرتعاون مئی ۲۰۱۴ء میں ختم ہو چکا ہے انھیں جون ۲۰۱۴ء کا شمارہ ارسال کیا جارہا ہے۔ براہِ کرم سالانہ زرِتعاون -/200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر -/200 روپے یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-6326621 پر -/270 روپے ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

مبصر: مفتی نجم الحق

● : نام کتاب: **خیرالتوضیح (شرح مشکوٰۃ شریف)**　　　**شارح: مولانا مفتی عبدالرشید**

درسِ نظامی میں ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی اہمیت کسی صاحبِ علم سے مخفی نہیں۔ حضرت علامہ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سے یہ مایہ ناز کتاب تالیف کی ہے تب سے اس کی تدریس جاری ہے، جو عنداللہ اس کی مقبولیت کی علامت ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحاحِ ستہ کا خلاصہ آ گیا ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم اس عظیم کتاب کی اہمیت و جامعیت کو زیرِ تبصرہ شرح کی تقریظ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''دارالعلوم دیوبند'' میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہٗ دورہ حدیث شریف کی کسی کتاب کی تدریس پر مشکوٰۃ شریف کو تدریس کو ترجیح دیتے تھے۔ مدت العمر حضرت رحمہ اللہ کا معمول اسی پر رہا۔ ایک مرتبہ کسی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! آپ مشکوٰۃ شریف کی بجائے دورہ حدیث کی کوئی کتاب کیوں نہیں لیتے؟ حضرت قاری صاحب نے جواباً فرمایا کہ بھائی! میں مشکوٰۃ شریف کی صورت میں پوری صحاحِ ستہ پڑھاتا ہوں۔ آپ مجھے صحاحِ ستہ کو چھوڑ کر صرف ایک کتاب کی تدریس کا مشورہ دے رہے ہیں۔''

ہر دور کے علما کرام اس کتاب کی تدریس کے ساتھ ساتھ اس کی تسہیل کی طرف توجہ دیتے رہے ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو جیسی مشہور زبانوں میں اس کی شروحات لکھی گئی ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ''خیرالتوضیح'' ہے۔ جو حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب مدظلہٗ (فاضل جامعہ خیرالمدارس ملتان، استاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ نظامیہ ملتان) کی کاوش کا عمدہ نتیجہ ہے۔ ادارہ اشاعت الخیر نے اس شرح کو چھے جلدوں میں چھاپا ہے۔ ظاہر میں خوش شکل اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ ساتھ جن معنوی اوصاف سے آراستہ ہے وہ موصوف مصنف کے قلم سے درج ذیل ہیں۔

۱۔ عربی متن قرآنی فانٹ میں اعراب سے مزین، عام فہم ترجمہ، ۲۔ حدیث پاک کے مشکل الفاظ کی توضیح، ۳۔ جدید و قدیم فقہی مسائل کا استنباط، ۴۔ متعلقہ حدیث کے تحت فقہاء کرام کے مذاہب مع دلائل، ۵۔ مستدلات فقہ حنفی کی وجوہِ ترجیح کا ذکر، ۶۔ احادیث میں تعارض کی صورت میں دلنشین مطابقت، ۷۔ حضرات اکابر علماء کرام کے افادات کا نچوڑ، ۸۔ انتہائی سہل تدریسی انداز، ۹۔ راویوں کے مختصر حالات۔

حضرت موصوف نے اپنی اس محنت کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، فقہاء و محدثین، اکابر علماءِ دیوبند، شہداءِ ناموسِ صحابہ اور اپنے اساتذہ و والدین کے نام منسوب کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت موصوف کی محنت کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ادارہ

اخبار الاحرار

قادیانیت مذہب نہیں بلکہ ایک فتنہ اور سیاسی تخریبی تحریک ہے، قائد احرار
اگر خلافت قائم کر دی جائے تو کسی کو ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی جرأت نہ ہوگی
حق پسند کو شر پسند اور شر پسند کو حق والا کہنا عالمی طاغوتی ایجنڈا ہے، مقررین

ملتان (۲۵/اپریل ۲۰۱۴ء) قادیانیت مذہب نہیں بلکہ ایک فتنہ اور سیاسی تخریبی تحریک ہے۔ختم نبوت دین کا اساسی مسئلہ ہے۔آج کے حکمران 1953 کے حکمرانوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔مغرب جہاد فی سبیل اللہ کو دہشتگردی کا نام دے کر مسلمانوں سے جہاد کی روح کو ختم کرنے کے ایجنڈے پر کام کر رہا ہے۔شہدائے ختم نبوت اور شہدائے لال مسجد کے قاتلوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔اگر پرویز مشرف کو ملک سے باہر بھگایا گیا تو نواز شریف اور شہباز شریف ہی اس کے اصل ذمہ دار ہوں گے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہونے والی نوویں سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس سے مقررین نے کیا۔کانفرنس میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا ناصر الدین خاکوانی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ جناب عبداللطیف خالد چیمہ، اہل سنت والجماعت کے انجینئر اشفاق احمد، مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالمعبود آزاد، جماعت الدعوہ کے مولانا عبدالغفار، تنظیم اسلامی پاکستان کے ڈاکٹر طاہر خاکوانی، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور دینی وسیاسی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی۔قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا قادیانیت ایک خالص سیاسی اور تخریبی تحریک ہے۔ختم نبوت کے مشن پر کام کرنے والا ہر مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کر رہا ہے۔انھوں نے کہا کہ طالبان اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت چاہتے ہیں اور اسی کے لیے مصروف عمل ہیں اور امریکہ افغانستان اور پاکستان میں کفریہ نظام نافذ کرنا چاہتا ہے۔انھوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان میں اپنی شکست کا غصہ پاکستان میں نکال رہا ہے مولانا ناصر الدین خاکوانی نے کہا کہ ختم نبوت دین کا اساسی مسئلہ ہے۔حق پسند کو شر پسند اور شر پسند کو حق والا کہنا عالمی طاغوتی ایجنڈا ہے۔مولانا زبیر احمد صدیقی نے کہا ہم مرتے دم تک فتنۂ قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ شہدائے ختم نبوت اور شہداء لال مسجد کے قاتلوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔حکمران صوبائی وزیر تعلیم رانا مشہود اور برطانیہ سے آئے ہوئے عطاء الحق قادیانی کو خلاف آئین سرگرمیوں سے باز رکھیں۔اگر پرویز مشرف کو ملک سے باہر بھگایا گیا تو نواز شریف اور شہباز شریف ہی اس کے اصل ذمہ دار ہوں گے۔انجینئر اشفاق احمد نے کہا عقیدۂ ختم نبوت پر سب سے پہلا اجماع صحابہ کرام کا ہوا۔سیکڑوں صحابہ کرام نے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جان کی بازی لگا دی۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ 1953 کی تحریک

مقدس کو دبانے کے لیے اس وقت کے حکمرانوں نے قادیانی تنظیم فرقان بٹالین کو فوج کی وردیاں پہنا کر مسلمانوں کو قتل کرنے کے لائسنس جاری کیے۔ختم نبوت کا کام مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے۔مولانا عبدالمعبود آزاد نے کہا شہدائے تحریک ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اس عقیدے کے تحفظ کی خاطر اپنا تن من دھن سب قربان کر دیں گے۔مولانا عبد الغفار نے کہا کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین صحابہ نے ہر دور میں عالم اسلام اور مسلمانوں میں انتشار وافتراق پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی اور آج بھی مصروف عمل ہیں۔قادیانی اقلیت ہی نہیں بلکہ مرتد ہیں۔ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے کہا کہ مغرب جہاد فی سبیل اللہ کو دہشت گردی کا نام دیکر مسلمانوں سے جہاد کی روح ختم کرنا چاہتا ہے۔اگر خلافت قائم کر دی جائے تو کسی کو ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔سید صبیح الحسن ہمدانی نے کہا کہ اس ملک میں اسلام کا نظام نافذ کرنے کے دعوے داروں نے اس ملک کا پہلا وزیر خارجہ قادیانی کو بنایا۔1953 میں حاجی نمازی حکمرانوں نے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والوں پر توپوں کے دہانے کھول کر نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان سے غداری کی۔سید عطاء المنان بخاری نے کہا شہدائے ختم نبوت نے اپنے مقدس خون سے عقیدہ ختم نبوت کی گواہی دی۔کانفرنس سے قاری عبدالرحمٰن، شیخ حسین اختر لدھیانوی، حافظ ندیم قریشی، حافظ اشرف علی اور دیگر نے خطاب کیا۔کانفرنس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں اسلامائزیشن کے عمل کو آگے بڑھایا جائے اور مرتد کی شرعی سزا نافذ کیا جائے۔
کانفرنس کی ایک قرارداد میں کہا گیا کہ سودی معیشت کا نظام ختم کر کے غیر سودی اسلامی معیشت کا اجراء کیا جائے اور سپریم کورٹ میں یوبی ایل کے ذریعے سود کے حق میں دائر اپیل حکومت واپس لے۔ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کرایا جائے قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکا جائے۔کانفرنس میں لاہور کے دینی ادارے کے سربراہ حافظ محمد آصف کی خفیہ اہل کاروں کے ذریعے گرفتاری، افراد خانہ کو ہراساں کرنے اور چادر و چاردیواری کے تقدس کو پامال کرنے کے واقعے کی اعلیٰ سطحی تحقیقات کرائی جائیں۔اس دلخراش واقعے کے ذمہ داران کے خلاف تہدیدی کارروائی کی جائے اور حافظ محمد آصف کو بلاتاخیر بازیاب کرایا جائے۔

☆......☆......☆

لاہور (۲۰/اپریل) تحریک طلباء اسلام لاہور کا 20/اپریل کو ایک تنظیمی اجلاس چودھری افتخار احمد بھٹہ کی زیر صدارت اور میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار اور قاری محمد قاسم کی زیر نگرانی ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا جو کہ قاری محمد منیب اور حافظ محمد ابوبکر کی تلاوت سے شروع ہوا جس میں محمد قاسم چیمہ نے تحریک طلباء اسلام پاکستان کی تنظیم سازی کے حوالے سے مختلف امور کا جائزہ لیا اور اس کے مقاصد بیان کیے اس اجلاس میں جو متفقہ طور پر نام پیش کیے گئے ان میں صدر چودھری ثاقب افتخار، نائب صدر قاضی حارث علی، نائب صدر دوئم شاہ رخ افتخار بھٹہ، نائب صدر سوئم رفیع اللہ خان، جنرل سیکرٹری حافظ محمد عثمان طاہر، ڈپٹی جنرل سیکرٹری حافظ میاں محمد شفیق، صفوان یوسف، اُسید قوی، سیکرٹری اطلاعات ونشریات حافظ محمد ابوبکر، ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات ونشریات حافظ انضمام الحق، حافظ سفیان اویس، اسد جہانگیر شامل ہیں۔

☆......☆......☆

لاہور (۵؍مئی ۲۰۱۴ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے امریکہ کا قادیانیوں کو تبلیغی آزادی دلوانے کے لیے پھر سے سرگرم ہونے پر کہا ہے کہ اِس بات سے عیاں ہوگیا ہے کہ اِس فتنے کے اصل سرپرست اور سپانسرڈ کون ہیں، انہوں نے کہا کہ ''بھٹو مرحوم نے اپنے آخری ایام اسیری کے دوران اڈیالہ جیل میں کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے''، علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی صدارت میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس میں امریکی صدر اوباما کے خصوصی ایلچی کی وفاقی وزیر مذہبی امور سے ملاقات اور امتناع قادیانیت ایکٹ بارے امریکی دباؤ کے بیان کا مکمل جائزہ لیا گیا اور اِس بات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار یوسف اور وزیر مملکت پیر امین الحسنات نے امریکی صدر اوباما کے نمائندے ارشاد حسین کو مناسب جواب دے دیا ہے، اجلاس میں میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، مولانا تنویر الحسن، قاری محمد قاسم، مفتی محمد سفیان، تحریک طلباء اسلام کے رہنماء محمد قاسم چیمہ اور دیگر حضرات نے شرکت کی، سید محمد کفیل بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ پوری دنیا میں اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتا ہے، قادیانی جماعت اپنے بارے پوری امت مسلمہ اور پاکستانی پارلیمنٹ کے فیصلے سے انکاری ہے، الٹا پارلیمنٹ کے فیصلے کے خلاف پوری دنیا میں مہم چلائی جا رہی ہے اور قادیانی دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا تھا کہ مجھے نہ ماننے والے کنجریوں کی اولاد ہیں، ایسے میں مسلمانوں کے حقوق غصب ہو رہے ہیں اور انٹرنیشنل سطح پر قادیانیوں کا کافر تسلیم کیا جانا ضروری ہوگیا ہے، اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ امریکی صدر اور امریکی حکومت کے دباؤ کو حکومتِ پاکستان براہ راست مسترد کرنے کا باضابطہ اعلان کرے، اجلاس میں جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور پر پولیس چھاپے کو ریاستی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ حکومت مدارس اور قادیانی مسئلہ پر امریکی ایجنڈے کو آگے بڑھا رہی ہے، لیکن یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا، دریں اثناء ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہونے والا دو روزہ ''ختم نبوت تربیتی کورس'' اختتام پذیر ہوگیا، کورس میں مولانا تنویر الحسن اور مفتی محمد سفیان نے لیکچرز دیئے جبکہ اختتامی لیکچر سید محمد کفیل بخاری نے دیا۔

☆......☆......☆

ملتان (۹؍مئی ۲۰۱۴ء) حکمران علماء اور دینی اداروں کو بدنام اور اپنے حقیقی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے دینی اداروں پر چھاپے مار رہے ہیں جب کہ چناب نگر (ربوہ) میں موجود دہشت گردوں کو پکڑنے کے لیے کبھی چھاپا نہیں مارا گیا اور نہ ہی کوئی کارروائی کی گئی ہے۔ امریکہ کے ایماء پر قادیانیوں سے متعلق اسمبلی کے کسی بھی فیصلے کو تبدیل نہیں کرنے دیا جائے گا۔ حکومت طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ ان خیالات کا اظہار قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے دارِ بنی ہاشم میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ مدارس دینیہ اسلام کے قلعے اور امن وسلامتی کے داعی و پیامبر ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پوری امت مسلمہ عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس صحابہ پر متفق ہے۔ طاغوت اور اس کے ہرکارے ہمیں اس مقدس مشن سے ہرگز باز نہیں رکھ سکتے۔ عقیدہ ختم نبوت مولویوں

کی ایجاد نہیں بلکہ دین کا اساسی عقیدہ ہے۔انھوں نے کہا کہ ریاست کی طرف سے قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں کو ان کے بنیادی حقوق دیے جارہے ہیں پاکستان آزاد و خود مختار ملک ہے اس میں کسی بیرونی طاقت کو مداخلت کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔انھوں نے مطالبہ کیا کہ حکمران مرتد کی سزا کو نافذ کریں۔

مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے ناموس رسالت پر مرمٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

بورے والا (۹ رمئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ امریکہ امتناع قادیانیت قوانین کے مسئلہ پر پاکستان پر دباؤ ڈال کر عالمی قوانین کی عملاً نفی کر رہا ہے اور توہین مذہب کا مرتکب ہو رہا ہے، بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے فلور پر جمہوری و آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور بھٹو نے ہی اڈیالہ جیل میں کہا تھا کہ ’’قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے‘‘۔وہ مرکزی جامع مسجد ڈی بلاک بورے والا میں ’’تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرہ‘‘ کے موضوع پر ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے،انہوں نے کہا کہ امریکی صدر اوباما کے وفد نے ارشاد حسین کی قیادت میں پاکستانی حکام سے ملاقات کر کے اس بات پر زور دیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ارتدادی تبلیغی پابندیاں اور قوانین ختم کیے جائیں،جبکہ امریکی سفارت کار سارہ لورین کو یہ مشن سونپا گیا ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کروائے،انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت پر طاغوت پوری طرح حملہ آور ہے اور ہم سے ہمارا عقیدہ بھی چھینا جا رہا ہے، جو کہ تاریخ کی بدترین دہشت گردی اور انسان دشمنی ہے،انہوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان میں شکست وخفت کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتا ہے اور حکمران اور مقتدر حلقے امریکی غلامی کے طوق کو اور مضبوط کر رہے ہیں، تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی، انہوں نے کہا کہ اقتدار کی راہداریوں میں قادیانی پہلے سے زیادہ سرگرم ہیں،انہوں نے کہا کہ مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے ناموس رسالت پر مرمٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔انہوں نے کہا کہ عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ ہم شہداءِ ختم نبوت کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنی توانائیاں وقف کر دیں،انہوں نے کہا کہ قادیانی صرف دین کے دشمن اور غدار نہیں بلکہ وطن عزیز کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں،بعد ازاں اپنے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دینی جماعتوں کو امریکی وفد کے متعلق آگاہی حاصل کر کے اس پر مؤثر آواز اُٹھانی چاہیے اور 1974ء کی قراردادِ اقلیت اور 1984ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درامد کے تقاضوں کے حوالے سے عالمی سطح پر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے،انہوں نے کہا کہ اگر کسی حیلے بہانے سے پرویز مشرف کو بیرون ملک جانے دیا گیا تو اس کی ذمہ داری نواز شریف اور شہباز شریف پر عائد ہوگی،انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف نے اپنے دور میں قادیانیت کو پرموٹ کرنے کی تمام حدیں کراس کر دیں،پرویز مشرف نے ملک سے غداری کے ساتھ ساتھ شہداء لال مسجد کے مقدس خون کا حساب بھی دینا ہے،اس موقع پر صوفی عبدالشکور احرار،محمد نوید طاہر،محمد طارق جوئیہ اور حافظ محمد سلیم شاہ بھی موجود تھے۔

امریکہ قادیانیوں کی حمایت میں کھل کر سامنے آگیا اور قادیانی لابی پہلے سے زیادہ متحرک ہو گئی (عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (۱۰ رمئی) قادیانیوں کو مسلمان قرار دلوانے اور قانون توہین رسالت کے خاتمے کے لیے امریکی حکومت کھل

کرمیدان میں آ گئی ہے، امریکی صدر اوباما کے نمائندہ خصوصی برائے او آئی سی، بھارتی نژاد ارشاد حسین اور او آئی سی کے لیے امریکہ کے نائب سفیر ارسلان سلیمان کو ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ اس حوالے سے حکومتی ذمہ داران سے ملاقاتیں کر کے ان پر دباؤ ڈالیں، ایک رپورٹ کے مطابق چند روز پیشتر ایک چار رکنی امریکی وفد نے اعلیٰ پاکستانی حکام سے ملاقاتیں بھی کیں، امریکی سفارت خانہ متحرک ہے اور قادیانی لابی اپنی مذموم سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے، یہ امر قابل ذکر ہے کہ قادیانیوں اور امریکہ کا گٹھ جوڑ اس وقت کے حکمرانوں نے یہ کہہ کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے صاف انکار کر دیا تھا کہ اِس سے امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا بعد ازاں 1971ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو دورۂ امریکہ پر تھے تو انہوں نے پاکستان کو سفارتی ذرائع سے پیغام بھجوایا تھا کہ قادیانی بھارت کی مدد کر رہے ہیں، ان پر نظر رکھی جائے اس کے بعد بھٹو نے اڈیالہ جیل میں اپنی سکیورٹی پر مامور کرنل رفیع الدین کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ ''قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے''۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پنجاب کے وزیر تعلیم رانا مشہود کے لندن سے ایک مہمان عطاء الحق قادیانی (المعروف اے حق) کو وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعلیٰ ہاؤس تک رسائی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جبکہ ایک امریکی قادیانی مسٹر احمد، امریکی سفارت خانے کی فرسٹ سیکرٹری سارہ لورین بہت سرگرم ہیں اور وہ مختلف زاویوں سے کام کر رہے ہیں، رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکہ قادیانیوں کی حمایت میں پوری قوت سے متحرک ہو چکا ہے اور اس کام کے لیے فنڈز بھی مختص کر دیئے گئے ہیں، آنے والے دنوں میں امریکی سفارت خانے کی سرپرستی میں پورے ملک میں قادیانیوں کی حمایت میں پراپگنڈہ لانچ کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں این جی اوز کو خصوصی ٹاسک بھی دیئے جا چکے ہیں، اس ساری صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے متحدہ تحریک تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینئر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ امریکہ کی اس تگ ودو نے علماء کرام اور دینی حلقوں کے اس الزام کو سچ کر دکھایا ہے کہ قادیانی یہودیت کا مہرہ ہیں، امریکی سرپرستی کے اس حقیقت کو طشت از بام بھی کر دیا ہے، انہوں نے کہا کہ امریکہ پاکستان کے اندرونی و مذہبی معاملات میں جارحانہ مداخلت کر کے ہماری سلامتی اور پارلیمنٹ کی توہین کا مرتکب ہو رہا ہے، انہوں نے کہا کہ امریکہ اور یورپی یونین یاد رکھیں کہ کمزور سے کمزور مسلمان بھی توہین رسالت کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا اور دنیا کی کوئی طاقت 1974ء کی قرار دادِ اقلیت ختم نہیں کروا سکتی، انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کو امریکی غلامی کے طوق کو اب اتار پھینکنا چاہیے اور اقتدار اعلیٰ کے مالکِ مطلق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (۱۶ رمئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ خلیفہ ششم برحق سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت مثالی دور ہے جس میں فتوحات ہوئیں اور لوگوں نے خوشحال زندگی گزاری، وہ تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی میں ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' کی سیرت و کردار کے حوالے سے منعقدہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے، اجتماع کی صدارت تحریک طلباء اسلام کے صدر ملک محمد آصف مجید نے کی جبکہ قاضی عبدالقدیر نے بھی خطاب کیا، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ 22 رجب کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا

تھا۔ اِس دن کونڈوں کی رسمِ بدمُنکرینِ صحابہ کی ایجاد ہے اِس سے اجتناب ضروری ہے، انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اسلام کی ڈیفنس لائن ہیں اور سیدنا معاویہ صحابہ کرام کی ڈیفنس لائن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا معاویہ نے دنیا کو حکمرانی، حکمت وعلم اور دانائی وتدبر کا مثالی درس دیا، انہوں نے کہا کہ سیدنا معاویہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کی ہمشیرہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ بنیں اور اُم المومنین کہلائیں۔ اس طرح سیدنا معاویہ پوری امت کے رشتے میں ماموں بھی لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کسی ایک صحابی، صحابہ کرام یا اہلبیت پر تنقید کرنے والے افراد، گروہ یا طبقات کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، علاوہ ازیں تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہر ماہ علمی وفکری اور نظریاتی نشست ہوا کرے گی اور ایک سٹڈی سرکل قائم کیا جائے گا۔ اجلاس میں محمد نعمان چیمہ، حافظ عبدالوحید، احمد شریف، حافظ محمد منور حسین، یوسف شریف، محمد احسن دانش، محمد بلال، محمد اسد، محمد شاہ زیب اور دیگر نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں تحریک طلباء اسلام کے صدر ملک محمد آصف مجید نے یوسف شریف کو تحریک کا سیکرٹری اطلاعات مقرر کیا، عبداللطیف خالد چیمہ نے 21رمئی کو ٹی ایم اے ہال میں تحفظ انسانیت ویلفیئر فاونڈیشن کے زیر اہتمام نادار، مفلس اور معذور افراد کی فلاح و بہبود کے حوالے سے منعقدہ اجتماع میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور معذور بچوں میں سٹرفکیٹ اور میڈل تقسیم کیے۔ 22رمئی بعد نماز عشاء انہوں نے مدرسہ عزیز العلوم غفور ٹاؤن چیچہ وطنی کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی، 23رمئی کو وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ گئے اور قبل نماز جمعۃ المبارک جامع مسجد معاویہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں ''یومِ معاویہ'' کے اجتماع سے خطاب کیا، صدارت حافظ محمد اسماعیل نے کی جبکہ مولانا محکم الدین، قاری محمد اصغر عثمانی اور قاری عبیدالرحمٰن زاہد نے بھی خطاب کیا۔ 26رمئی کو انہوں نے اہلحدیث مکتب فکر کے زیر اہتمام ''تحفظ ختمِ نبوت'' کے اجتماع سے خطاب کیا جبکہ 30رمئی کو انہوں نے ہڑپہ کے قریب چک نمبر 18 ٹکڑا میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع میں ''سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے حوالے سے گفتگو کی۔

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ملک بھر میں ''یومِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' تزک واحتشام سے منایا گیا

ملتان (۲۳رمئی ۲۰۱۴ء) مجلس احرار اسلام پاکستان اور مجلس خدّام صحابہ پاکستان کے زیر اہتمام گزشتہ روز ملک بھر میں ''یومِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' منایا گیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے دارِ بنی ہاشم ملتان میں یوم معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۂ راشد وسادس، برحق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت خلافتِ راشدہ کا دور تھا۔ اس دورِ حکومت میں لوگوں نے خوشحال زندگی گزاری۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پینسٹھ (65) لاکھ مربع میل پر مثالی حکمرانی کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی روشنی میں جماعت صحابہ تنقید وتنقیص سے مکمل مبرا ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجلے کردار کو دھندلا کرنے کے لیے سبائی فتنے نے جو افتراء گھڑا وہ دراصل یہودی سازش کی کارستانی تھی۔ مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ، سید محمد کفیل بخاری نے جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ، قاری محمد یوسف احرار نے جامع مسجد ختم نبوت لاہور، حافظ عابد مسعود نے مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے جامع مسجد الخلیل لطیف آباد ملتان میں اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت وکردار پر خطابات کیے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **مولانا احسان احمد رحمۃ اللہ علیہ:** حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہٗ (مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) کے داماد اور جامع العلوم ملتان کے ناظم مالیات بھائی احسان احمد ۷/مئی ۲۰۱۴ء بروز بدھ ملتان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی صالح، ملنسار، خوش مزاج وخوش اطوار اور وضع دار انسان تھے۔ دینی حلقوں سے اُن کا بہت گہرا تعلق اور رابطہ تھا۔ بزرگوں کا بے پناہ احترام کرنے والے تھے۔ اپنی انھی خوبیوں کی وجہ سے وہ تمام حلقوں اور مدارس میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ اُن کے خسر حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہٗ حضرت امیر شریعت کے خدام میں سے ہیں اور جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم ہیں۔ مولانا احسان احمد رحمۃ اللہ علیہ انھیں روزانہ دارِ بنی ہاشم لے کر آتے اور عصر تا مغرب مستقل نشست میں حاضر رہتے۔ حضرت سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہٗ اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم سے بہت محبت کرتے اور اُن سے روزانہ ملاقات کے لیے تشریف لاتے۔ وہ گردوں اور جگر کے عارضہ میں مبتلا ہوئے اور یہی مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ شدید بیماری کے دوران بھی دو دفعہ اپنے بیٹوں حافظ نعمان اور سفیان کو ساتھ لے کر ان بزرگوں سے ملنے تشریف لائے۔ اُن کی نمازِ جنازہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے ابدالی مسجد میں پڑھائی۔ ملتان کے تمام دینی مدارس کے علماء اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کی کثیر تعداد نمازِ جنازہ میں شریک ہوئی۔ مرحوم کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا۔ جماعت اسلامی، مجلس احرار اسلام اور جمعیت علماء اسلام کے رہنما اور کارکن بڑی تعداد میں نماز جنازہ میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرمائے۔

مرحوم کی بیوہ، بیٹوں، بیٹی، مولانا محمد یٰسین، قاری محمد طس، محمد شعیب حافظ محمد الیاس، بھائی عبدالشکور، بھائی عبدالغفور اور دیگر تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

● ہمارے کرم فرما جناب محمد حیات سرگانہ (بستی باگڑ سرگانہ ضلع خانیوال) کے والد ماجد ۷/مئی ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئے۔ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد (خانقاہ سراجیہ کندیاں) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ سید محمد کفیل بخاری نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔

● مسجد احرار چناب نگر کے خادم راجہ احمد علی کے بھائی محمد علی صاحب گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔

● مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے صدر حافظ محمد شریف کے بھتیجے اور محمد اسلم صاحب کے بیٹے فیاض حسین ۲۰/مئی ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئے۔

● دفتر احرار لاہور کے کارکن شوکت علی کے بیٹے شاہران شوکت ۲۹/اپریل بروز منگل چھنی قریشیاں چناب نگر میں طویل

علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

● **مہر بشیر احمد مرحوم:** چند روزہ علالت کے بعد ۱۶؍مئی بروز ہفتہ کو انتقال کر گئے۔ وہ علاقہ لالیاں ضلع چنیوٹ کے معروف زمیندار اور علماء حق کے ساتھ محبت کرنے والے تھے۔ مرحوم لالیاں کی معروف سماجی شخصیت مہر محمد شیر لالی کے بھائی مہر محمد عابد لالی اور مہر محمد بلال لالی کے والد اور علاقے کی سماجی شخصیت مہر محمد مراد کے حقیقی چچا تھے۔ مرحوم کے خاندان کے مذکورہ تمام حضرات مجلس احرارِ اسلام، مدرسہ ختمِ نبوّت چناب نگر اور مسجد احرار کے انتہائی مخلص معاون اور جماعت کے ہمدردوں میں شامل ہیں۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ میں مولانا محمد مغیرہ (خطیب مسجد احرار چناب نگر) اور مولانا محمد طیب (خطیب مدنی مسجد چنیوٹ) شریک ہوئے بعد میں انھوں نے اہل خانہ سے تعزیت بھی کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔

● **رانا محمد افضل مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام حاصل پور کے کارکن بھائی نعیم صاحب کے والد ماجد رانا محمد افضل صاحب ۱۱؍مئی ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم، مجلس احرارِ اسلام کے قدیم کارکن اور ہمارے انتہائی مخلص اور صالح ساتھی تھے۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ نمازِ جنازہ سید محمد کفیل بخاری نے پڑھائی، مجلس احرارِ اسلام حاصل پور کے صدر حاجی ابوسفیان تائب، چشتیاں سے مولوی عطاء اللہ صاحب، شہلی غربی سے بھائی محمد مغیرہ، مولوی محمد اسمٰعیل صاحب، گڑھا موڑ سے حافظ گوہر علی اور ان علاقوں سے احرار کارکنوں نے بڑی تعداد میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

● مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص کارکن محمد مہربان کے ماموں گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

● بورے والا میں رانا عابد علی کے نومولود پوتے 8۔مئی کو انتقال کر گئے

● چیچہ وطنی میں ہمارے مہربان اور معروف شاعر جناب اکرام الحق سرشار کی ہمشیرہ اور فرخ نواز کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں

● چیچہ وطنی جماعت کے قدیم کارکن جناب سعید احمد عارفی اور جامعہ اویسیہ تبلیغی مرکز عارف والا کے مہتمم مولانا محبوب احمد کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں 20؍مئی کو نماز جنازہ تبلیغی مرکز میں ادا کی گئی، عبد اللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، حافظ محمد سلیم شاہ نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

● کمالیہ میں بابائے احرار بابا فرید احمد کے داماد اور محمد طیب کے چچازاد ماسٹر مشتاق احمد 3۔مئی کو انتقال فرما گئے

● دار العلوم ختمِ نبوت چیچہ وطنی کے سابق طالب علم حافظ محمد ارشد کے والد گرامی انتقال کر گئے

- ساہیوال میں ہمارے مہربان قاری محمد طاہر کے چچا انتقال فرما گئے
- جھنگ میں ہمارے ساتھی مولانا یسین انصاری اور تاج محمد کے والدگرامی طارق نعیم انتقال فرما گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- جناب سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم و رکن مرکزی مجلس شوریٰ۔
- چودھری محمد اکرام (لاہور)
- اہلیہ محترمہ ملک محمد یوسف صاحب (لاہور)
- محمد بشیر چغتائی (مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر)
- احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر جناب شیخ عبدالواحد علیل ہیں

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

❁ ❁ ❁

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
26 جون 2014ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ack 165 lpi at 45 degrees

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔